عذابِ قبر
قرآنِ کریم کی روشنی میں
نتیجہ فکر
محمد امتیاز عثمانی
اثر خامہ
قمر احمد عثمانی
شائع کردہ: قرآنک سنٹر راولپنڈی

ان اوراق کا مطالعہ ذہن و فکر کو رجوع الی القرآن پر آمادہ کر سکے تو یہ ہماری بڑی کامیابی ہوگی۔

نتیجۂ فکر

محمد امتیاز عثمانی

اثر خامہ

قمر احمد عثمانی

شائع کردہ

قرآنک سنٹر، راولپنڈی

اعتراف و سپاس

میرے قریب ترین اور مخلص ترین احباب میں جناب محمد امتیاز صاحب (امتیاز پائپ اسٹور علامہ اقبال روڈ، راولپنڈی) ان صالح جوانوں میں سے ہیں جو مثبت اسلامی فکر کے مالک بھی ہیں اور تلاش حق میں اتنے پُرجوش و سرگرم کہ حق بات جہاں سے بھی مل جائے اسے کھلے ذہن اور شرح صدر کے ساتھ فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ ابتداء میں شیخ القرآن غلام اللہ خان صاحب کی "اشاعت التوحید و السنہ" سے وابستہ رہے پھر جب محترم ڈاکٹر اسرار صاحب نے جماعت اسلامی کے بعض سیاسی نظریات سے اختلاف کے باعث جماعت سے کنارہ کشی اختیار کی تو ان خوش آئند توقعات پر کہ ڈاکٹر صاحب دینی افکار میں اعتدال پسندی اور سلامت روی کی روش پر گامزن رہ کر ملت کی فکری رہ نمائی کا فرض بہتر طور پر انجام دے سکیں گے ان کی تحریک --------- کے پرجوش مبلغ بن گئے۔ مگر جب ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحریر و تقریر میں ظہور مہدی و مسیح کی تبلیغ شروع کر دی تو ان سے مایوس ہو کر بطور خود حق کی تلاش میں لگ گئے، قرآن پاک (جو اصل سرچشمۂ ہدایت ہے) کے عمیق مطالعے کے ساتھ ابوالکلام آزاد، تمنا عمادی، جعفر شاہ پھلواروی، امین احسن اصلاحی، عمر احمد عثمانی اور حبیب الرحمن کاندھلوی کے علاوہ متعدد اکابر علماء و مفکرین اسلام کی گرانقدر تحریروں کے مطالعے کے بعد بالآخر اس نتیجہ پر پہنچے کہ متذکرہ علمی شخصیتوں کے افکار میں نسبتاً زیادہ سلامت فکر پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اسی نسبت سے راقم الحروف کے ساتھ تعلق خاطر ہوا جو وقت گزرنے کے ساتھ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔

کتاب "عقیدۂ ختم نبوت اور حیات مسیح" کے حرف اول میں یہ بات بصراحت مذکور ہے کہ وہ کتاب انہی کی فرمائش اور توجہ دلانے پر لکھی گئی تھی اور اب یہ اوراق بھی

ان ہی کی ترغیب و خواہش پر بلکہ ان کے بھرپور اشتراک عمل کے ساتھ اس طرح قلمبند ہوئے ہیں کہ دوران تحریر متعلقہ آیاتِ قرآنی کے حوالہ نمبر اور مفید مطلب تحریری تراشے مجھے ان کی جانب سے برابر موصول ہوتے رہے جن کے باعث تحریری کام کسی رکاوٹ کے بغیر نہایت تیزی کے ساتھ آگے بڑھتا رہا تا آنکہ ایک ماہ کی قلیل مدت میں یہ مضمون مکمل ہو گیا۔ اگر میں یہ کہوں کہ تحریر و ترتیب کی حد تک ہی یہ مقالہ خالصتاً میری تالیف ہے ورنہ متعلقہ تحریری مواد کی تلاش اور نشان دہی میں ان کی سعی و کاوش کا بڑا حصہ ہے تو یہ بات امر واقعی کے عین مطابق ہو گی۔ حق تعالی انہیں ان کی بے لوث علمی خدمات کا بہتر صلہ اور جزاء خیر عطا فرمائیں۔ آمین

حرف اول

مادہ پرستوں کے نزدیک انسان کی ایک زندگی اور ایک ہی بار موت ہوتی ہے۔ یعنی یہ زندگی جو رحم مادر سے شروع ہو کر (جب جنین میں روح پڑ جاتی ہے) زندگی کی آخری سانس پر پہنچ کر ہمیشہ کیلئے ختم ہو جاتی ہے، ان کے سامنے دوسری زندگی کا کوئی تصور ہی نہیں اس لئے وہ حیات بعد الموت اور اس کے نتیجہ میں حشر و نشر، جزا و سزا، حساب کتاب اور جنت و دوزخ کے تصورات سے کوئی سروکار نہیں رکھتے لیکن ایک سچا مسلمان جو بعث بعد الموت پر پختہ یقین رکھتا ہے اس کیلئے یہ تمام سوالات بڑی اہمیت کے حامل ہیں بلکہ اسکی نظر میں تو یہ سوالات بھی کم اہمیت نہیں رکھتے کہ دنیوی زندگی کے خاتمے کے بعد قیامت تک کا طویل عرصہ کیسے اور کہاں بسر ہوگا اور اس میں اسے کن حوادث و واقعات سے واسطہ پڑے گا؟

یہ سوالات مدت سے دل و دماغ میں ذہنی خلفشار کا سبب بنے ہوئے تھے پھر بچپن سے یہ باتیں بھی کان میں پڑی ہوئی تھیں کہ قبر میں نکیرین ہر مرنے والے سے اس کے عقیدہ و ایمان کے بارے میں آکر سوالات کریں گے جس نے درست جوابات دیدیئے اس کی قبر کشادہ ہو جائیگی بلکہ قبر میں جنت سے ایک دریچہ کھول دیا جائیگا جس سے بہشت کے باغات سے آنے والی تروتازہ ہوا کے خوش گوار جھونکے اسکی قبر کو مقام استراحت میں بدل دیں گے مگر جو شخص درست جواب نہ دے سکا تو نہ صرف اس پر قبر تنگ ہو جائیگی بلکہ دوزخ کی آگ کی تپش اس کے جسم کو جھلس ڈالے گی۔

بچپن کی سنی سنائی ان باتوں پر جب بھی غور کیا تو دماغ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ فرشتوں کے سوالات اور ان کے نتیجہ میں قبر کی تنگی و کشادگی سے صرف انہی قوموں

کے مُردوں کو واسطہ پڑے گا جو اپنے مُردوں کو قبر میں دفن کردیتے ہیں لیکن جو قومیں مثلاً ہندو اور بدھ وغیرہ انہیں جلا کر راکھ کردیتی ہیں قیامت کے بعد خواہ ان کے ساتھ کچھ بھی معاملہ پیش آئے کم از کم قبر کی تنگی و درشتی سے تو بچ جائیں گے، اسی طرح وہ مرنے والے جو کسی سمندر میں ڈوب کر مچھلیوں کی خوراک بن گئے یا کسی صحرائے لق و دق میں مر کھپ گئے، کسی جنگل میں موت آئی اور وہ جنگلی جانوروں اور گوشت خور پرندوں کی خوراک میں کام آگئے تو یہ سب فرشتوں کی جوابدہی اور قبر کے عذاب سے تو بچ ہی جائیں گے مگر معاً یہ سوال ذہن میں ابھر آیا کہ اگر یہ سب معاملات مجرد روح کے ساتھ کسی عالم برزخ وغیرہ میں پیش آگئے تو کوئی بھی مرنے والا ان سے نہیں بچ سکے گا، اس کے بعد یہ اشکال سامنے آکھڑا ہوا کہ موت خواہ کسی صورت میں ہو اس کے نتیجہ میں جسم کا فنا ہوجانا یقینی ہے اور نیک و بد اعمال کا صدور روح و جسم کے باہمی تعلق کے بغیر ممکن نہیں اس لئے اگر عالم ارواح میں مجرد روح کو سزا دی گئی تو یہ صورت بھی قرینِ انصاف نہ ہوگی پھر جب حق تعالیٰ نے قیامت کے دن کو یوم الحساب قرار دیا ہے جس میں تمام انسانوں سے ان کے نیک و بد اعمال کا حساب لیا جائے گا، ان کے سارے اعمال کو تولا جائے گا، دنیوی زندگی کا پورا کچا چٹھا ان کے دائیں یا بائیں ہاتھ میں تھما دیا جائے گا، نیز ان کے ہاتھ پیر، کان، آنکھ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے سلطانی گواہ بن کر خود ان کے خلاف گواہی دیں گے تو پھر یہ عذاب قبر جو قیامت سے پہلے ہی شروع ہوجائیگا اس کیلئے وجہ جواز کیا ہوگی؟ ایک طرف یہ اہتمام کہ انسان کے ایک ایک عمل کا تحریری ثبوت، فرشتوں کی گواہی، وزنِ اعمال اور دوسری طرف اتنی عجلت کہ اثبات جرم سے پہلے ہی سزا کا آغاز، کیا یہ صورت انصاف کے جملہ تقاضوں کو پورا کرتی ہے؟ یہ ہیں وہ سوالات جن کے جواب قرآن سے حاصل کرنے کیلئے یہ اوراق سپرد قلم کئے گئے ہیں۔

عالم برزخ اور عذاب قبر کے عنوانات کے تحت زیر نظر اوراق میں ہم نے جو

کچھ تحریر کیا ہے وہ خالصتاً قرآنی نقطۂ نظر ہے اور ہمارا ذاتی نقطۂ نظر بھی وہی ہے جو قرآن پیش کر رہا ہے البتہ اگر اسکی تعبیر و ترجمانی میں ہم سے سہوا یا نادانستہ طور پر کہیں کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے تو جو کوئی بھی صاحب فکر و نظر ہمیں ہماری ایسی کسی کوتاہی پر متنبہ فرماویں گے اور خود قرآن کریم سے اسکی اصلاح فرماویں گے تو ہم صدق دل کے ساتھ ان کے شکر گزار بھی ہونگے اور اسی وقت اپنی غلطی کی اصلاح کرلیں گے۔

روایات احاد یا روایات مستفیض سے کسی دینی عقیدے کے عدم اثبات کے بارے میں بھی ہم نے اپنا کوئی ذاتی نکتۂ نگاہ پیش کرنے کی جسارت نہیں کی بلکہ علامہ سید سلیمان ندوی اور امام اہل سنت عبد الشکور لکھنوی جیسے معتبر و مستند علماء دین کے ارشادات و فرمودات کی روشنی میں خود انہی حضرات کے خیالات کی ترجمانی کی ہے کہ "کسی دینی عقیدے کی بنیاد قرآن اور صرف قرآن ہی ہو سکتا ہے"۔

بندۂ ناچیز

قمر احمد عثمانی

برزخی زندگی اور عذاب قبر کا تصور

کتنی ستم ظریفی کی بات ہے کہ برزخی زندگی اور عذاب قبر کے تصور کو بھی ہم نے بطور عقیدہ تسلیم کرلیا ہے حالانکہ یہ تصورات از روئے قرآن ثابت نہیں کئے جاسکتے اور ان عقائد و تصورات کی تائید میں جو روایات بتائی جاتی ہیں انمیں بیشتر یا تو غیر مستند اور ناقابل اعتبار ہیں یا پھر اخبار احاد کے درجے میں ہیں جو کسی طرح بھی دینی عقائد کی بنیاد نہیں بن سکتیں۔

چنانچہ دور حاضر کے ایک جلیل القدر محقق اور متبحر عالم دین علامہ سید سلیمان ندوی اپنے مقالہ بعنوان "سنت" میں سنت اور روایات حدیث کے فرق کو واضح کرتے ہوئے "احادیث کا کتنا حصہ قابل بحث ہوسکتا ہے" کے ذیلی عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں

"بہر حال آئیے غور کریں کہ احادیث میں کیا کیا ہے اور اس کے کتنے حصے پر بحث کی جاسکتی ہے احادیث کا بڑا حصہ در حقیقت تاریخی ہے، یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ کے حالات، سوانح اور واقعات کی روایتیں، ظاہر ہے کہ یہ کوئی قابل بحث چیز نہیں، یہ تاریخ کا اسی طرح حصہ ہیں جس طرح دنیا کی اور تاریخیں ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہ تاریخ کا ایسا مستند و معتبر حصہ ہے جس سے زیادہ معتبر اور مستند حصہ دنیا میں موجود نہیں۔ مصر، ہندوستان، بابل، نینوی، سیریا، یونان وروم کس ملک اور کس قوم کی تاریخ ہے جو اس استناد، اس اعتبار، اس سلسلہ کے ساتھ محفوظ ہے اور جو تنقید روایت کے اصول پر ایک لمحہ کے لئے ٹھہر سکتی ہے۔

دوسرا حصہ اخلاق و حکم کا ہے جس میں عقل و حکمت کی عمدہ عمدہ باتیں مثلاً

جھوٹ کی برائی، عدل کی تعریف، علم کی خوبی وغیرہ بیان کی گئی ہے جن کی قرآن کے علاوہ خود فطرت انسانی تصدیق وتائید کرتی ہے۔ کیا یہ رد کے قابل ہیں؟"

ص ۱۶۳ "مقالات سلیمانی" مرتبہ شاہ معین الدین ندوی زیر عنوان "سنت" طابع وناشر، نیشنل بک فاؤنڈیشن پاکستان

عقائد کا ثبوت قرآن کے علاوہ کسی اور طرح نہیں ہوسکتا

علامہ سید سلیمان ندوی عقائد کے سلسلے میں قرآن کے علاوہ کسی دوسرے ماخذ سے حاصل شدہ تصدیق کو بطور ثبوت تسلیم نہیں کرتے بلکہ قرآن اور صرف قرآن یعنی وحی الٰہی اور اس کے تواتر کو عقائد کا اصل مبنی قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ اسی مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:

"تیسری چیز عقائد ہیں۔ اسلام کے ایک چھوٹے سے فرقہ کے سوا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ غالی ظاہریہ کے سوا کوئی اس کا قائل نہیں کہ عقائد کا ثبوت قرآن کے علاوہ کسی اور طور سے ہوسکتا ہے کیونکہ عقیدہ نام ہے یقین کا اور یقین کا ذریعہ صرف ایک ہے اور وہ وحی اور اسکا تواتر ہے اسلئے عقائد کا مبنی صرف قرآن پاک یا احادیث متواترہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ احادیث متواترہ کا مطلق وجود نہیں، یا ایک دو سے زیادہ نہیں ایسی حالت میں عام احادیث عقائد کا مبنی نہیں قرار دی جاسکتیں۔ عموما احادیث، روایات احاد ہیں اور ان کا ایک حصہ مستفیض ہے یعنی صحابہ کے بعد ان کے راویوں کی کثرت ہوئی ہے، اس لئے یہ روایتیں صرف قرآن پاک کی آیات کی تائید میں کام آسکتی ہیں، مستقلاً ان سے عقائد کا ثبوت حاصل نہیں کیا جاسکتا"۔

(ایضاً ص ۱۶۳ _ ۱۶۴)

علامہ ندوی کی مندرجہ تصریحات سے حسب ذیل نکات متعین ہوتے ہیں جن میں وہ ان حقائق کو واشگاف انداز میں تسلیم فرماتے ہیں۔

۱۔ احادیث متواترہ کا مطلق وجود نہیں۔

۲۔ یا ایک دو سے زیادہ نہیں۔

۳۔ ایسی حالت میں عام احادیث عقائد کا مبنی نہیں قرار پا سکتیں۔

۴۔ عموماً احادیث روایات آحاد ہیں۔

۵۔ ان کا ایک حصہ مستفیض ہے یعنی صحابہ کے بعد ان کے راویوں کی کثرت ہوئی ہے۔

۶۔ مستقلاً ان سے عقائد کا ثبوت حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

۷۔ یہ روایتیں صرف قرآن پاک کی آیات کی تائید میں کام آسکتی ہیں۔

محض روایات کی بنیاد پر کوئی دینی عقیدہ قائم نہیں کیا جاسکتا

متذکرہ نکات سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ محض روایات کی بنیاد پر کوئی دینی عقیدہ قائم نہیں کیا جاسکتا اس کیلئے قرآن کی تصدیق ضروری ہے اور عذاب قبرو برزخ کے عقائد تمام تر ایسے ہی ہیں جن کی تائید و تصدیق قرآن کریم کی کسی آیت سے نہیں ہوتی، علامہ ندوی کے نزدیک احادیث کی بیشتر روایات احاد ہیں اور احادیث متواترہ کا مطلق وجود نہیں ہے اس لئے احادیث عقائد کا مبنی نہیں قرار پا سکتیں۔

اسلامی مسائل و احکام یا عقائد و تصورات کی تعیین میں ساری الجھن اور پیچیدگی اس

لئے پیدا ہوئی ہے کہ ہم نے حدیث و سنت کو ایک ہی چیز سمجھ لیا اس لئے جب بھی کسی روایت پر (خواہ وہ قرآن سے معارض ہی کیوں نہ ہو) کوئی تنقید کی جاتی ہے تو اس تنقید کو انکار سنت کا نام دیدیا جاتا ہے اور تنقید کرنے والے کو بڑی آسانی کے ساتھ کشتنی و گردن زدنی قرار دیدیا جاتا ہے، حدیث و سنت کے فرق کو واضح کرتے ہوئے علامہ ندوی اپنے اسی مضمون میں "حدیث و سنت میں فرق" کے ذیلی عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

حدیث و سنت کے مابین فرق

آج کل لوگ عام طور سے حدیث و سنت میں فرق نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے بڑا مغالطہ پیش آتا ہے، حدیث تو ہر اس روایت کا نام ہے جو ذات نبوی کے متعلق بیان کی جائے، خواہ وہ ایک ہی دفعہ کا واقعہ یا ایک ہی شخص نے بیان کیا ہو، مگر سنت دراصل عمل متواتر کا نام ہے۔ (ایضا ص ۱۶۵)

جہاں تک ہم نے سمجھا ہے عمل متواتر سے صاحب مضمون کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا وہ عمل جس پر عہد نبوی سے تا ایں دم بطور سنت تواتر کے ساتھ عمل کیا جارہا ہے تو اعمال و افعال کا صرف یہی حصہ سنت قرار پاتا ہے اور اس کے لئے نہ احادیث متواترہ (جن کا مطلق وجود ہی نہیں) کی ضرورت ہے نہ روایات مستفیض یا روایات احاد کی تائید کی حاجت ہے کیونکہ امت کے ایسے ہر عمل متواتر کو جو ہمارے عہد سے لیکر ذاتِ رسالت ماب پر پہنچ کر منتہی ہوتا ہے بطور خود حجت قطعی و شرعی کا درجہ حاصل ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی کے اس نقطۂ نظر کی حرف بحرف تائید امام اہل سنت عبد الشکور لکھنوی جیسے معتبر و متدین عالم دین کی (یازدہ نجوم شائع کردہ دار المبلغین

پاٹانالہ لکھنؤ) کی درج ذیل تصریحات میں ملتی ہے "عقائد ضروریہ کی بنیاد تو صحابہ کرام نے تمام تر قرآن مجید پر رکھی ہے، رہے اعمال تو ان کے اصول بھی قرآن مجید ہی پر مبنی ہیں، البتہ ان کے برتنے کا طریقہ اور ان کے مسائل جزئیہ کی تفصیل روایات پر مبنی ہے مگر نہ مجرد روایات پر بلکہ ان کے ساتھ اعمال صحابہ کے مشاہدات، صحابہ کرام کے متعلق خود قرآن مجید کی متعدد آیات میں اس کی شہادت موجود ہے کہ دین کی جو تعلیم ان سے حاصل ہو خصوصاً خلافت راشدہ کے زمانہ میں مسلمانوں کو بلادغدغہ اس تعلیم کے پسندیدہ خدا ہونے اور مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہونے پر یقین کرنا چاہیئے، دیکھو آیت تمکین وغیرہ۔ قرن صحابہ کے بعد تابعین و تبع تابعین کے زمانے میں ائمہ مجتہدین نے تدوین مذہب کا کام انجام دیا اور اعمال کی بنیاد تعامل صحابہ پر ہو جو متواتر مشاہدات سے ان تک پہنچی، اور عقائد ضروریہ کا متکفل تو سب نے قرآن مجید ہی کو قرار دیا لہذا مذاہب اسلامیہ کی عمارت ایک ایسی مضبوط بنیاد پر قائم ہوئی کہ کسی دشمن کی رخنہ اندازی کسی طرح اس عمارت کو کوئی نقصان پہنچا ہی نہیں سکتی۔

چنانچہ آج عقائد ضروریہ اسلامیہ میں کوئی ایسا عقیدہ نہیں جس کی تعلیم قرآن مجید میں نہ ہو ہاں البتہ یہ ہے کہ بعض عقائد کی غیر ضروری تفصیل قرآن مجید میں نہیں ہے احادیث میں ہے، مگر یہ بات بھی امہات عقائد میں نہیں ہے۔ امہات عقائد تو صرف تین ہیں توحید و رسالت و آخرت یہی وجہ تھی کہ فاروق اعظم نے حکم دے رکھا تھا کہ سوائے اعمال کے اور کسی مضمون کی روایت بیان نہ کی جائے۔

(یازدہ نجوم ص ۲۱۲ عبد الشکور لکھنوی)

امام اہل سنت عبد الشکور لکھنوی کی تصریحات کا ماحصل بھی یہ ہے کہ عقائد ضروریہ کی بنیاد صحابہ کرام حضرات تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین نے تمام تر قرآن مجید پر رکھی ہے بلکہ اعمال کے اصول بھی قرآن مجید ہی پر مبنی ہیں البتہ ان کے مسائل جزئیہ کی تفصیل روایات سے لی گئی ہے مگر یہ بھی محض روایات سے نہیں لی گئی

بلکہ اعمال صحابہ کے مشاہدات جو تعامل صحابہ کے ذریعہ ائمہ مجتہدین تک پہنچے ان کے مطابق تدوین احکام کا کام انجام دیا گیا، گویا عقائد کے بارے میں تو قرآن اور صرف قرآن کو پیش نظر رکھا گیا کیونکہ قرآن ہی کسی عقیدے کی بنیاد بن سکتا ہے۔ جہاں تک اصول اعمال کا تعلق ہے تو وہ بھی تمام تر قرآن ہی پر مبنی ہیں۔ صرف ان کی جزئیات ایسی روایات سے اخذ کرلی گئی ہیں جن کی تائید تعامل صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے عملی تواتر سے ثابت ہو لہذا جزئیات اعمال کی تعیین میں بھی صرف وہی روایات قابل قبول ہو سکتی ہیں جن کی صحت صحابہ اور امت کے عملی تواتر سے ثابت ہو۔

اخبار احاد کی عدم حجیت نیز اجماع صحابہ کی قطعیت و عدم قطعیت پر علامہ اقبال کا نقطہ نظر

اخبار احاد کی عدم حجیت حتی کہ کسی مسئلے پر اجماع صحابہ کی قطعیت و عدم قطعیت پر بحث کرتے ہوئے علامہ اقبال نے اپنے خطبات میں اجتہاد کی ضرورت و اہمیت پر جو فکر انگیز بحث کی ہے اس میں وہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ

"اس مسئلے کا فیصلہ یوں ہونا چاہیئے کہ ہم "امر واقعی" اور "امر قانونی" میں فرق کریں مثلا اس مسئلے میں کہ قرآن کریم کی آخری دو سورتیں "معوذتین" جزو قرآنی ہیں یا نہیں، جن کے متعلق صحابہ کا اتفاق ہے کہ یہ سورتیں داخل قرآنی ہیں تو ان کا یہ فیصلہ ہمارے لئے حجت ہے چونکہ یہ صرف صحابہ تھے جو اس امر واقعی کو ٹھیک ٹھیک جانتے تھے۔ بصورت دیگر مسئلہ تعبیر و ترجمانی کا ہوگا"۔

(بحوالہ تشکیل جدید الہیات اسلامیہ ص ۲۶۹ _ ۲۷۰)

احادیث کی صحت کا فیصلہ ایک امر اجتہادی ہے۔

احادیث کو کسی عقیدے کی بناء اس لئے قرار نہیں دیا جاسکتا کہ ان کی صحت و عدم صحت کا فیصلہ ایک امر اجتہادی ہے چنانچہ وہ مجموعہ ہائے احادیث بھی جن میں محدثین نے صحیح احادیث ہی کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے (مثلاً بخاری و مسلم وغیرہ) اس اعتبار سے صحیح کہی جاتی ہیں کہ ان کے مرتبین نے انہیں صحیح سمجھا ہے ورنہ فی الواقعہ یہ احادیث صحیح بھی ہو سکتی ہیں اور غیر صحیح بھی کیونکہ کوئی محدث کسی حدیث کو زیادہ سے زیادہ اس کی سند کے اعتبار سے صحیح کہہ سکتا ہے لیکن ممکن ہے کہ اس میں کوئی ایسی خفیف علت موجود ہو جو اس کو صحت کے زمرے سے خارج کر سکتی ہے چنانچہ یہ امر محدثین کے مسلمات میں سے ہے کہ کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینا ایک امر اجتہادی ہے اور کسی مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد کیلئے حجت نہیں ہوتا چنانچہ محقق ابن الہمام اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"مسلم نے اپنی صحیح میں بہت سے ایسے راویوں سے بحث کی ہے جو جرح کے عیوب سے بری نہیں ہیں ایسے ہی بخاری میں بھی راویوں کی ایک جماعت ہے جن پر کلام کیا گیا ہے تو راویوں کی صحت و عدم صحت کا مدار علماء کے اجتہاد پر ٹھہرا۔"

(فتح القدیر ج ا ص ۱۱۵)

علامہ عبد الفتاح شامی اصول الجرح و التعدیل کے باب میں "قواعد فی علوم الحدیث" مؤلفہ علامہ ظفر احمد عثمانی کے حاشیہ پر لکھتے ہیں

"امام بدر الدین عینی نے "عمدۃ القاری" ج ا ص ۸ پر ابن الصلاح کی اس بات کا ذکر کیا ہے کہ ان تمام راویوں میں جرح مفسر موجود ہے، پھر انہوں نے روایات میں جو جرحیں تھیں انہیں پیش کیا ہے پھر کہا ہے کہ دار قطنی نے اپنی کتاب "الاستدراکات" اور "التتبع" میں بخاری اور مسلم کے خلاف دو سو حدیثوں میں کلام کیا ہے"

Presented by ://https://jafrilibrary.com

خود علامہ ظفر احمد عثمانی اپنی شہرہ آفاق تالیف "اعلاء السنن" کے مقدمہ "قواعد فی علوم الحدیث" میں ابن الوفاء قرشی کا ایک اقتباس نقل فرما کر لکھتے ہیں

"امام مسلم نے جو ایسی حدیثیں نقل کردی ہیں جن میں ضعیف راوی منفرد ہیں ان کو صحیح قرار دینا بہت مشکل ہے جیسا کہ ابن الوفاء قرشی نے بیان کیا ہے تو ان کے ضعیف ہونے میں کوئی شک نہیں۔"

آگے چل کر فرماتے ہیں

"اور حق بات وہی ہے جو ہم نے پہلے کہی تھی کہ دونوں کتابوں بخاری و مسلم کا اصح ہونا دوسری کتابوں کے مقابلے میں مجموعی اور اجمالی حیثیت سے ہے تفصیلی طور پر ایک ایک حدیث سے متعلق نہیں ہے۔

(قواعد فی علوم الحدیث، مطبوعہ دمشق ص ۴۴۷ _ ۴۴۸)

چونکہ بیشتر احادیث یعنی اخبار احاد ظنی ہیں جن کی صحت و عدم صحت کا مدار علماء محدثین کے انفرادی اجتہاد پر ہے اس لئے بقول علامہ سید سلیمان ندوی "عقائد کا ثبوت قرآن کے علاوہ کسی اور طریقے سے نہیں ہو سکتا کیونکہ عقیدہ نام ہے یقین کا اور یقین کا ذریعہ صرف ایک ہے اور وہ وحی اور اس کا تواتر ہے" اس نقطہ نظر کی تائید علامہ رشید رضا مصری نے المنار میں کی ہے۔ ہمارے ملک کا ایک محدود مخصوص طبقہ جو سید ابو الاعلیٰ مودودی کو دینی مسائل و افکار میں اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کرتا ہے۔

حدیث و سنت کے فرق و امتیاز کے ضمن میں موصوف کی یہ رائے یقیناً ان حضرات کیلئے موجب طمانیت ہوگی جس میں وہ اس امر کا اظہار کرتے ہیں۔

حدیث و سنت کا فرق مولانا مودودی کی نظر میں

"جو امور آپ (رسول اللہ ﷺ) نے عادتاً کئے ہیں انہیں سنت بنا دینا اور تمام دنیا کے انسانوں سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ سب ان عادات کو اختیار کرلیں، اللہ اور اس کے رسول کا ہرگز منشا نہ تھا یہ دین میں تحریف ہے۔"

(رسائل و مسائل ص ۳۰۰)

اس کے بعد تحریر کرتے ہیں

"دراصل سنت اس طریق عمل کو کہتے ہیں جس کے سکھانے اور جاری کرنے کیلئے اللہ تعالی نے اپنے نبی کو مبعوث کیا تھا، اس سے شخصی زندگی کے وہ طریقے خارج ہیں جنہیں نبی نے بہ حیثیت انسان ہونے کے یا بہ حیثیت ایک ایسا شخص ہونے کے جو انسانی تاریخ کے خاص دور میں پیدا ہوا تھا اختیار کئے"۔

(رسائل و مسائل ص ۳۱۱ ـ ۳۱۰)

متذکرہ بالا تمام تصریحات کا ماحصل یہ ہے کہ محض احادیث کو کسی دینی عقیدے کی بنیاد قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ "عقیدہ نام ہے یقین کا اور یقین کا واحد ذریعہ صرف وحی الہی یعنی قرآن ہے"۔

موت و زندگی کا قرآنی تصور ـ دو زندگیوں کی طرح دو موتیں

آیئے اب اس مسئلے کو قرآن کریم کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو ہر انسان کیلئے دو زندگیوں کی طرح دو موتوں کا تصور پیش کرتا ہے کیونکہ زندگی سے پہلے کی حالت کو بھی وہ موت ہی سے تعبیر کرتا ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ، ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (البقرة ٢٨)

"کس طرح کافر ہوتے ہو اللہ سے حالانکہ تم بے جان تھے، پھر زندہ کیا تم کو پھر مارے گا تم کو، پھر زندہ کریگا تم کو، پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے"۔

پھر یہی بات کفار و مشرکین کی زبانی کہلوائی جارہی ہے قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ (المؤمن ١١) "کہیں گے اے رب ہمارے تو موت دے چکا ہم کو دو بار اور تو زندگی دے چکا ہم کو دو بار، اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے، پھر اب بھی ہے نکلنے کو کوئی راہ؟" اسی طرح یہ آیت يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (یونس ٢٣) "لوگو سنو! تمہاری شرارت تمہی پر ہے، نفع اٹھا لو دنیا کی زندگی کا، پھر تمہیں ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے پھر ہم بتائیں گے جو کچھ کہ تم کرتے تھے"۔ اسی طرح یہ آیت کریمہ وَ لَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (ھود ٧) "اور اگر تو کہے کہ تم اٹھو گے مرنے کے بعد تو کافر کہنے لگیں، یہ کچھ (بھی) نہیں مگر کھلا جادو ہے"۔ پھر یہی مضمون سورۃ الروم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (الروم ٤٠)

"اللہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تم کو روزی دی، پھر تم کو مارتا ہے، پھر تم کو جِلائیگا، کوئی ہے تمہارے شریکوں میں سے جو کرسکے ان کاموں میں سے کوئی (ایک) کام"؟

Presented by ://https://jafrilibrary.com

زمین کی مثال

قرآن کی ایک بڑی وزنی دلیل یہ ہے کہ اخروی زندگی سے انکار کرنے والوں کے ذہن میں یہ بات کیوں نہیں آتی کہ پیدائش سے قبل جب ان پر موت طاری تھی اور ان کا کوئی نام و نشان تک موجود نہ تھا تو جس اللہ نے انہیں اس حالت سے نکال کر زندگی عطا فرمائی اس کیلئے یہ کیا مشکل ہے کہ موت کے بعد پھر ویسی ہی زندگی دوبارہ دیدے، پھر وہ ایک دوسری مثال کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہے کہ زمین کو دیکھو وہ کس طرح مردہ ہوجانے کے بعد بار بار زندہ ہورہی ہے، فَانْظُرْ اِلٰی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (الروم ۵۰) "سو دیکھو اللہ کی مہربانی کی نشانیاں کیسے زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد، بے شک وہی ہے مردوں کو زندہ کرنے والا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

منکرین کے اعتراض کا جواب

سورہ بنی اسرائیل میں حیات بعد الموت کے منکرین کے اس اعتراض کا جواب بھی دیا گیا کہ "جب ہماری ہڈیاں تک چور چور ہوجائیں گی تو ہم دوبارہ کس طرح زندہ کیئے جائیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے وَ قَالُوْا ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَ جَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ (بنی اسرائیل ۹۸، ۹۹) اور بولے کیا جب ہم ہوگئے ہڈیاں اور چور چور (تو) ہم اٹھائے جائیں گے از سر نو بنا کر؟ کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے بنائے

آسمان اور زمین وہ بنا سکتا ہے ایسوں کو اور مقرر کردیا ہے ان کے واسطے بلاشبہ ایک وقت (یعنی دوبارہ اٹھائے جانے کے واسطے ایک خاص وقت، روز قیامت مقرر کردیا گیا ہے جس میں انہیں زندہ کیا جائے گا)

یہی مضمون سورۃ الحج میں اس طرح پیش کیا گیا ہے وَ هُوَ الَّذِیْ اَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ (الحج ٢٦) "اور اسی نے تمہیں جِلایا پھر مارتا ہے پھر زندہ کریگا، بے شک انسان ناشکرا ہے"۔ پھر سورہ مؤمنون میں ارشاد ہورہا ہے ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوْنَ، ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ تُبْعَثُوْنَ (المؤمن ١٦.١٥) "پھر تم اس کے بعد مرجاؤ گے، پھر تم قیامت کے دن کھڑے کیے جاؤ گے"۔

یہاں یہ صراحت بھی موجود ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد قیامت کے دن ہی دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ یعنی اس سے پہلے ان پر موت طاری رہے گی لہذا کسی تیسری زندگی کو از روئے قرآن ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ کفار و مشرکین کے متذکرہ اعتراض کا جواب سورہ یٰسین میں بھی دیا گیا ہے، جو اس طرح ہے قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیْمٌ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ وَ هُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ (یسین ٧٩) کہنے لگا کون زندہ کریگا ہڈیوں کو جب کھوکھری ہو گئی تو کہدے ان کو زندہ کرے گا جس نے بنایا ان کو پہلی بار اور وہ سب (طرح کا) بنانا جانتا ہے اور پھر قیامت سے پہلے دوبارہ زندہ کرنے کا عملی نمونہ بھی دکھا دیا کہ "اصحاب کہف" کو سالہا سال کے بعد کس طرح اٹھایا۔(١)

---

(١) وَ کَذٰلِکَ اَعْثَرْنَا عَلَیْهِمْ لِیَعْلَمُوْا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَیْبَ فِیْهَا (کہف ٢١) اور اسی طرح خبر ظاہر کردی ہم نے اس کی تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی دھوکہ نہیں وَ لَبِثُوْا فِیْ کَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا (کہف ٢٥) اور گزری ان پر اسی کھوہ میں تین سو سال اور ان پر نو زیادہ کردو۔

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

تیسری زندگی کا تصور

اب تک جن آیات قرآنی کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے ان میں دو زندگیوں اور دو موتوں کے علاوہ جس تیسری بات پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کیلئے انسان یا اپنی کسی بھی مخلوق کو دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے جس طرح اس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا ہے وہ دوسری مرتبہ بھی اتنی ہی آسانی کے ساتھ پیدا کرسکتا ہے اور وہ یقیناً ایسا ہی کریگا، ان باتوں کے علاوہ جو بات نہایت اہم ہے وہ یہ ہے کہ متذکرہ آیات میں کسی ایک جگہ بھی اس نے اس بات کا کوئی اشارہ نہیں دیا کہ دنیوی زندگی کے خاتمے کے بعد قیامت برپا ہونے تک کے درمیانی زمانے میں کسی نہ کسی شکل وصورت میں کوئی برزخی زندگی بھی ہوگی، بلکہ جب منکرین نے یہ کہا کہ "کیا خاک میں مل جانے اور ہماری ہڈیوں کے چور چور ہوجانے کے بعد بھی ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے؟ تب بھی قرآن نے ان کے اس قول کی نفی نہیں کی کہ وہ خاک میں مل کر فنا نہیں ہونگے بلکہ ہر بار خلق جدید ہی پر اصرار کیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے کے بارے میں منکرین کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا گیا وَ يَقُولُ الْإِنْسَانُ ءَ اِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا. اَوَ لَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ يَكُ شَيْئًا. (مریم ٦٦، ٦٧) اور کہتا ہے انسان کیا جب میں مرجاؤں گا تو پھر نکلوں گا زندہ ہوکر کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا پہلے سے اور وہ کوئی چیز نہ تھا۔ یہاں بھی موت کی نفی نہیں کی گئی بلکہ خلق جدید پر دلیل پیش کی گئی ہے۔ پھر قیامت کے آنے کو برحق اور یقینی قرار دیتے ہوئے قبروں میں پڑے ہوئے مردوں کے اٹھائے جانے کے بارے میں بتایا جارہا ہے۔ وَ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ (الحج ٧) "اور یہ کہ قیامت آنی ہے اس میں دھوکہ نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا قبروں میں پڑے مردوں کو" بعث کے معنی اٹھانے اور زندہ کرنے کے ہیں اور یہاں بھی بات بصراحت کہی جارہی ہے کہ قبروں میں پڑے ہوئے مردوں کو دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جائے گا اور یہ عمل قیامت کے دن ہی ہوگا اس سے پہلے نہیں۔

سورت ابراہیم کی آیت سے ایک غلط استدلال

سورۂ ابراہیم کی آیت نمبر ۲۷ سے قبر و برزخ کی زندگی کا اثبات نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس آیت میں اس کیلئے کوئی دور کا اشارہ بھی موجود نہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرمارہے ہیں يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ "مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ور بچلادیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا ہے جو چاہے"۔

آیت زیر نظر میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے قبر یا برزخ کے عذاب کو ثابت کیا جاسکے۔ بلکہ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ کے الفاظ دنیا اور آخرت کی دو ہی زندگیوں کو ثابت کررہے ہیں اس آیت سے قبر میں نکیرین کے سوالات یا ان سے کسی مکالمے کا کوئی بعید ترین اشارہ بھی نہیں ہے بلکہ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ کے فقرات سے مؤمنوں کے دنیا و آخرت میں "قول ثابت" (کلمۂ توحید) پر ثابت رہنے کے باعث ان کے حق میں عدم عذاب کا اثبات ہورہا ہے یہاں قبر و برزخ یا عذاب قبر کا تو سرے سے کوئی ذکر ہی موجود نہیں، معلوم ہوتا ہے کہ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ کے الفاظ سے نکیرین کے سوالات پر بھی ثابت رہنے اور ان کو درست جواب دینے کا قرینہ پیدا کرلیا گیا ہے اور "فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ" سے دنیا و آخرت کی جو تخصیص ظاہر ہورہی ہے اس سے بچنے کیلئے اس طرح تاویل کردی کہ "اللہ تعالیٰ مؤمنین کو توحید و ایمان کی باتوں سے دنیا و آخرت میں مضبوط و ثابت قدم رکھتا ہے۔ رہی قبر کی منزل جو دنیا و آخرت کے درمیان برزخ ہے اس کو ادھر یا ادھر جس طرف چاہیں شمار کرسکتے ہیں۔ چنانچہ سلف سے دونوں قسم کے اقوال منقول ہیں غرض یہ ہے کہ مؤمنین دنیا کی زندگی سے لیکر محشر تک اسی کلمۂ طیبہ

کی بدولت مضبوط اور ثابت قدم رہیں گے۔ دنیا میں کیسی ہی آفات و حوادث پیش آئیں کتنا ہی سخت امتحان ہو، قبر میں نکیرین سے سوال و جواب ہو محشر کا ہولناک منظر ہوش اڑا دینے والا ہو ہر موقع پر یہی کلمہ توحید ان کی پامردی اور استقامت کا ذریعہ بنے گا"

(بحوالہ تفسیری حاشیہ علامہ شبیر احمد عثمانی ص ۳۲۵ شائع کردہ دار التصنیف لمیٹڈ شاہراہ لیاقت کراچی)

تعجب ہے ہمارے مفسرین کرام روایات کے حوالے سے تفسیر قرآنی میں کیسی دور از کار تاویلات و تعبیرات سے کام لیتے ہیں کہ قبر و برزخ کی زندگی کو دنیا و آخرۃ میں جس طرف چاہو شمار کرلو۔

کسی مکی سورۃ سے عذاب قبر کا اثبات نہیں کیا جاسکتا

یہاں اہم بات یہ ہے کہ سورۂ ابراہیم مکی سورۃ ہے جبکہ ازروئے روایات قبر میں نکیرین کے سوال و جواب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ پہنچ کر ہوا بنا بریں اس آیت کریمہ سے عذاب قبر یا نکیرین سے مکالے کا اثبات کیسے کیا جاسکتا ہے؟ پھر اس ضمن میں یہ کہنا کہ "روز قیامت کی جوابدہی میں ثابت قدم رہنے کا علم تو مکی زندگی ہی میں ہوگیا تھا جزو دوم یعنی قبر میں نکیرین کے سوال و جواب کا علم مدینہ پہنچ کر ہوا" یا یہ کہنا کہ "ممکن ہے یہ آیت مدنی ہو اور بیشتر آیات کے مکی ہونے کی بناء پر سورۂ ابراہیم کو مکی قرار دیدیا ہو" محض مفروضات ہیں۔(۱)

(تسہیل بیان القرآن از علامہ ظفر احمد عثمانی)

---

(۱) کسی تعبیر و تفسیر سے اختلاف کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم علامہ شبیر احمد عثمانی یا علامہ ظفر احمد عثمانی کے علم و فضل اور ان کی گرانقدر علمی خدمات کے معترف نہیں ہیں۔

بخاری کی ایک روایت

بخاری کی ایک روایت میں ایک یہودی عورت کا سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے عذاب قبر کے بارے میں دریافت کرنے، پھر سیدہ عائشہؓ کی طرف سے لاعلمی کے اظہار پر آنحضرت ﷺ کا عذاب قبر کے ثبوت میں آیت مذکورہ کو پیش کرنے کا واقعہ بیان ہوا ہے شاید اس روایت سے یا نکیرین کے سوال و جواب کی دیگر روایات کی بنا پر ہمارے علماء و مفسرین نے دنیا و آخرت میں ثابت قدم رہنے کے علاوہ نکیرین سے مزعومہ مکالے کے دوران بھی ثابت قدم رہنے کا کوئی قرینہ و محل تلاش کرلیا ہو؟ بسا غنیمت ہے کہ علامہ شبیر احمد عثمانی جیسے صاحب فہم عالم دین نے اس سے برزخ کی تیسری زندگی کا اثبات نہیں کیا بلکہ یہ کہہ کر کہ "رہی قبر جو دنیا و آخرت کے درمیان برزخ ہے اس کو اِدھر یا اُدھر جس طرف چاہیں شمار کرسکتے ہیں" انسانی زندگی کو دنیا و آخرت تک ہی محدود رکھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محض روایات کے زیر اثر وہ یہ بات کہہ گئے ہیں ورنہ اصولی طور پر وہ دنیوی و اخروی دو ہی زندگیوں کے قائل ہیں۔

عذاب قبر سے عائشہ صدیقہؓ کی بے خبری

بخاری کی مبینہ روایت کے سلسلے میں ایک بات نہایت قابل غور ہے کہ سورۃ ابراہیم مکی سورت ہے مکی زندگی میں آنحضرت ﷺ کا صبح و شام صدیق اکبرؓ کے گھر آنا جانا رہتا تھا جو بھی نئی وحی (کوئی قرآنی آیت یا سورت) نازل ہوتی اس گھرانے کے تمام افراد اس سے باخبر ہوجاتے تھے چنانچہ بعثت نبوی کے پانچویں سال جب سورۃ القمر نازل ہوئی تو عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اس سورت کا بیشتر حصہ انہیں زبانی یاد ہوگیا تھا۔ تو جس گھرانے میں قرآن سے اتنا گہرا شغف ہو کہ بعثت نبوی کے پانچویں سال جبکہ سیدہ عائشہؓ ایک کمسن اور نوعمر بچی تھیں (جبکہ از روئے رایات تو شاید وہ اس وقت

پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں کیونکہ مکی زندگی کے آخری ایام میں جب ان کی عمر صرف چھ سال تھی ان سے آنحضرت نے عقد فرمالیا تھا بنا بریں بعثت نبوی کے پانچویں یا چھٹے سال ہی کو ان کا سن پیدائش بھی تسلیم کیا جاسکتا ہے کیونکہ ہجرت نبوی کے دوسرے سال جب ان کی عمر نو سال تھی تو از روئے روایات وہ رخصت ہو کر کاشانۂ نبوت کی زینت بن چکی تھیں)

کیونکہ ہم چھ سال اور نو سال کی روایات کے قائل نہیں ہیں بلکہ نکاح کے وقت سولہ سال اور بوقت رخصتی انیس سال کی عمر کے قائل ہیں اس لئے ہماری نظر میں جب سورۃ القمر نازل ہوئی ان کی عمر کم و بیش آٹھ سال تھی تو جس گھرانے میں سات آٹھ سال کی کمسن بچی کو کسی سورت کے نازل ہوتے ہی اس کا بیشتر حصہ زبانی یاد ہوجانے اس گھرانے کے افراد کا قرآن سے گہرا شغف ثابت ہوتا ہے، تعجب ہے کہ اس کے باوجود سیدہ عائشہؓ مکہ میں نازل ہونے والی سورۃ کی کسی آیت کے معانی و مطالب اور اس سے ثابت ہونے والے عذاب قبر سے بالکل بے خبر تھیں چنانچہ جب کسی یہودی عورت نے ان سے عذاب قبر کے بارے میں دریافت کیا تو اپنی بے خبری و لاعلمی کے باعث متذکرہ آیت کے حوالہ سے عذاب قبر کا ثبوت پیش نہ کر سکیں۔

نکیرین کے سوال و جواب کے سلسلے میں بنیادی سوال ہی محل نظر ہے

نکیرین کے سوال و جواب کی مبینہ روایات کے بارے میں ان کی اسناد سے قطع نظر کیونکہ مجھے اس فن پر عبور حاصل نہیں ہے، اس فن کے مرد میدان علامہ تمنا عمادی مرحوم تھے جواب ہم میں موجود نہیں ہیں، اور ایسے مواقع پر ان کی کمی شدت کے ساتھ محسوس کی جاتی ہے، ہم نے اصول درایت کے تحت ان روایات پر جب بھی غور کیا تو نکیرین کے منجملہ سوالات میں سے ان کے ایک بنیادی سوال "من هذا الرجل"

ہی کو محل نظر پایا- یہ سوال صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا مشرکین مکہ سے تو کیا جاسکتا ہے اور ان کیلئے کسی نہ کسی درجے میں اتمام حجت بھی بن سکتا ہے کیونکہ ان سے غلط جواب کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ ان سب کو رویت و تلقی کی دولت حاصل رہی ہے، اگر ابوجہل یا ابولہب ہی سے آنحضور ﷺ کی شبیہ مبارک دکھا کر سوال کیا جائے تو وہ اپنے خاندان کے اس فرد کو کیوں نہیں پہچانیں گے جس سے ان کا قریبی خونی رشتہ بھی تھا اور نظریاتی طور پر زندگی بھر وہ ایک دوسرے سے برسرپیکار بھی رہے ہیں اتنے قریبی رشتہ دار اور ایسے مدمقابل دشمن کو بھلا کون بھول سکتا ہے جس نے ان کے پشتینی غرور کو خاک میں ملادیا تھا، لیکن اس کے برخلاف اگر یہی سوال ہم جیسے محروم دیدار عشاق سے کیا جائے جن کو نہ شرف زیارت حاصل رہا ہے نہ ملاقات کی سعادت سے بہرہ ور ہوسکے ہیں لہذا ہماری جانب سے درست جواب کی توقع اسی صورت میں ممکن ہوسکتی ہے جب ہمارے حافظے کے کسی گوشہ میں سوال و جواب کے وقت یہ بات مستحضر رہ جائے کہ جو شبیہ دکھائی جارہی ہے وہ آپ ﷺ کی شبیہ ہے، مگر جنہیں دیدار و ملاقات کی دولت ہی میسر نہ آسکی ہو ان سے اس سوال کی معقولیت ہر صورت میں محل نظر ہے- غالب نے تو فرشتوں جیسے شاہدان عادل کی تحریری شہادت پر بھی اعتراض جڑ دیا تھا کہ

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

جسے شاعرانہ استدلال قرار دیکر نظر انداز کیا جاسکتا ہے مگر عدم تلقی اور عدم رویت کے باوصف کسی نادیدہ شخصیت کے بارے میں یہ سوال کرنا کہ بتاؤ یہ کون شخص ہیں؟ اور کسی لاعلم و بے خبر شخص کے قیاسی اور ظنی جواب کی صحت و عدم صحت کو مدار نجات یا سبب عذاب قرار دینا کہاں کا انصاف ہے؟

Presented by ://https://jafrilibrary.com

جن مفسرین سلف نے نکیرین کے سوال و جواب کی روایات کو در خور اعتنا سمجھتے ہوئے متذکرہ آیت سے عذاب قبر کا اثبات کیا ہے انہوں نے شاید اس پر غور نہیں فرمایا کہ **من هذا الرجل** کے سوال سے آنحضرت ﷺ کیلئے تعدد اجسام ورنہ ہر جگہ اور ہمہ وقت حاضر و موجود ہونے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے کیونکہ جس عہد اور جس زمانے سے یہ حضرات تعلق رکھتے ہیں اس میں موجودہ زمانے کی سائنسی اور لاسلکی ایجادات موجود نہ تھیں جن کی بدولت ان اشکالات کی نفی کی جاسکتی تھی تعجب ہے کہ ان حضرات نے نکیرین کے مبینہ مکالمے کو کیسے درست تسلیم کرلیا۔

فرشتوں کے سوال و جواب کا ذکر قرآن پاک کی جتنی آیات میں بھی آیا ہے وہ سب کی سب عالم نزع اور موت کے وقت سے تعلق رکھتی ہیں۔

بالعموم میت قبر میں مرنے کے دس بارہ گھنٹے بعد دفن کی جاتی ہے اور بعض اوقات غیر ممالک سے میت لائے جانے کی صورت میں کئی دن کے بعد دفن کی نوبت آتی ہے تو کیا ایسی تمام صورتوں میں نکیرین کے سوال و جواب کو مؤخر کردیا جائے گا؟۔

بوقت مرگ فرشتوں کی آمد اور ان کے ساتھ مکالمے کی متعدد مثالوں میں سے ایک مثال یہی پیش کی جاسکتی ہے جس میں کہا گیا ہے اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (النحل ۲۸ ، ۲۹) "جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ برا کرتے رہے ہیں اپنے حق میں تب ظاہر کریں گے اپنی اطاعت کہ ہم تو کچھ برائی نہ کرتے تھے، کیوں نہیں، اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے تھے، سو داخل ہوجاؤ دروازوں میں دوزخ کے، رہا کرو ہمیشہ اسی میں برا ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا"۔ یہ اور ایسی متعدد آیات جن میں فرشتوں کی آمد اور سوال و جواب کا

ذکر ہے یہ سب موت کے وقت سے تعلق رکھتی ہیں مگر قبر میں فرشتوں کی آمد اور سوال وجواب کا تذکرہ کسی بھی قرآنی آیت سے ثابت نہیں۔ سورۂ انعام، سورۂ مومنون اور سورۂ محمد وغیرہ میں بھی اس مضمون کی آیات موجود ہیں۔

ایک دوسری روایت

اس سلسلے کی ایک دوسری روایت جو کتب احادیث میں نقل کی گئی ہے "قبر پر ٹہنی لگانے کی ہے" اس میں سبب عذاب غیبت اور عدم طہارت (بعد از بول) بتایا گیا ہے۔ اگر یہ معذبین مشرک و کافر تھے تو سبب عذاب کفر و شرک ہونا چاہیئے تھا اور ان کے حق میں تخفیف عذاب کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ٹہنی لگانا کوئی معنی نہیں رکھتا اور اگر وہ مسلمان تھے تو عہد رسالت میں مسلمان تو صرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہی ہوسکتے ہیں جن کے بارے میں غیبت سے قطع نظر عدم طہارت کا کسی ادنیٰ درجے میں بھی تصور نہیں کیا جاسکتا نہ ان پر عذاب قبر کو باور کیا جاسکتا ہے کیونکہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اور وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی کی قرآنی سند کے بعد عذاب قبر چہ معنی؟

حیاتِ شہداء ایک استثنائی معاملہ ہے

برزخی زندگی کے ثبوت میں قرآنی حوالہ سے زیادہ جو بات کی جاسکتی ہے وہ یہی ہے کہ ان کی زندگی کا ثبوت خود قرآن میں موجود ہے مگر یہ وہ استثناء ہے جو خود قرآن سے ثابت ہے اور کوئی استثناء اگرچہ عام اصول کے مطابق نہیں ہوتا مگر اس سے کسی مسلمہ اصول یا عام قواعد و ضوابط کی نفی نہیں ہوتی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،

امہات المومنین اور ملک یمین فتیت المومنات (آزاد کردہ مسلمان کنیزوں) کیلئے خصوصی اور استثنائی احکام خود قرآن پاک میں موجود ہیں جن سے عام قوانین اور شریعت کا کوئی ضابطہ نہیں ٹوٹتا۔ رہے یہ سوالات کہ اللہ کے ان خاص بندوں (شہداء) کی لاشعوری زندگی کیسی ہوگی؟ انہیں اپنے پروردگار کی طرف سے رزق کیسے ملے گا؟ ان کا مستقر کہاں ہوگا؟ اور حرکت و عمل میں یہ کس حد تک آزاد و مختار ہونگے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے بارے میں قرآن کریم نے ان کے زندہ ہونے اور اپنے رب سے رزق حاصل کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں بتایا اور نہ اس سے زیادہ جاننے کے ہم مکلف ہیں۔

فطرت کا عام ضابطہ و قانون یہی ہے کہ تمام حیوانی اجسام مٹی میں مل کر مٹی ہوجائیں گے، یہی وجہ ہے کہ قرآن نے کفار و مشرکین کے اس قول کی کہ "جب ہم چور چور اور ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل جائیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ نئی زندگی دی جائے گی؟" کہیں نفی نہیں کی بلکہ بار بار خلق جدید پر ہی اصرار کیا۔

خلقِ جدید

اسی طرح حدیث اوس بن اوس کے حوالہ سے خود آنحضرت ﷺ کے جسم اطہر واقدس کے بارے میں صحابہؓ کا اولاً یہ گمان کہ وفات کے بعد عام قاعدے اور ضابطے کے مطابق وہ بھی مٹی میں مل جائے گا، یہ دونوں باتیں موت پر انسانی زندگی کے خاتمے اور پھر قیامت کے دن "خلق جدید" اور "نشاۃ ثانیہ" کی تصدیق کیلئے کافی ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اس مضمون کو بار بار بیان کیا اور بتاکید دہرایا ہے تاکہ قیامت میں انسان کے دوبارہ اٹھائے جانے میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہ جائے، ارشاد ہوتا ہے اَوَ لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ

يُنْشِئُ النَّشَاَةَ الْاٰخِرَةِ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (العنكبوت ۱۹، ۲۰) "کیا دیکھتے نہیں کیسے شروع کرتا ہے اللہ پیدائش کو، پھر اسکو دہرائیگا یہ اس پر آسان ہے، تو کہدے کہ زمین میں پھرو، پھر دیکھو کیسے شروع کیا ہے پیدائش(۱) کو، پھر اللہ اٹھائے گا آخری اٹھانا، بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

مسئلے کا دوسرا پہلو عذاب دنیا و آخرت

اب آئیے اس مسئلے کے دوسرے پہلو یعنی عذاب دنیا و آخرت پر غور کرتے ہیں قرآن کریم نے منکرین و مکذبین کے حق میں دنیا و آخرت ہی کے عذاب کا ذکر کیا ہے اس کے علاوہ کسی برزخی زندگی میں عذاب و سزا کا کوئی اشارہ نہیں ملتا، ارشاد الہی ہے فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ (البقرة ۸۵) "سو بجز اس کے کوئی سزا نہیں اسکی جو تم میں یہ کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن پہنچائے جاویں سخت سے سخت عذاب میں"۔ نیز فرمایا لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (البقرة ۱۱۴) ان کیلئے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے اسی طرح یہ آیت اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (آل عمران ۲۲) "یہی ہیں جن کی محنت ضائع گئی دنیا و آخرت میں اور کوئی نہیں ان کا مددگار"۔

---

(۱) ثم یعیدہ پھر اس کو دہرائے گا کے الفاظ صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ قیامت کے دن انسان کی از سر نو پیدائش ہوگی۔ تخلیقی عمل کو از سر نو دہرایا جائے گا۔

Presented by ://https://jafrilibrary.com

دنیا و آخرت کے عذاب کا تقابل

دنیا و آخرت کے عذاب کا تقابل کرتے ہوئے ارشاد ہوا "فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْیَ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَکْبَرُ (الزمر ۲۶)

"پھر چکھائی اللہ نے ان کو رسوائی دنیا کی زندگی میں اور عذاب آخرت کا تو بہت ہی بڑا ہے" سورہ احقاف میں ارشاد ہے وَ یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلَی النَّارِ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا، فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَسْتَکْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا کُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ (الاحقاف ۲۰) "اور جس دن لائے جائیں گے منکر آگ کے کنارے پر، ضائع کئے اپنے مزے دنیا کی زندگی پر اور ان کو برت چکے، اب آج سزا پاؤ گے، ذلت کا عذاب بعوض اس کے جو تم غرور کرتے تھے زمین میں ناحق اور اس کے عوض جو تم نافرمانی کرتے تھے"۔ نیز یہ آیت کریمہ وَ یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلَی النَّارِ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰی وَ رَبِّنَا قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ (الاحقاف ۳۴) "اور جس دن سامنے لائے جائیں گے منکر آگ کے (اور ان سے پوچھا جائیگا) کیا یہ ٹھیک نہیں ہے، کہیں گے کیوں نہیں، قسم ہمارے رب کی کہا تو چکھو عذاب بعوض اس کے جو تم منکر ہوا کرتے تھے"۔ اسی طرح یہ آیت لَهُمْ عَذَابٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ (الرعد ۳۴) "انہیں مار پڑتی ہے دنیا کی زندگی پر اور آخرت کی مار تو بہت ہی سخت ہے"۔ پھر دنیوی عذاب کو ادنی اور کمتر ظاہر کرتے ہوئے کہا گیا وَ لَنُذِیْقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ (سجدہ ۲۱) "ہم چکھائیں گے تھوڑا عذاب ورے اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ لوٹ آئیں"۔ آیات متذکرہ میں دنیا و آخرت کے عذاب ہی کا ذکر بار بار دہرایا گیا ہے کسی تیسرے عذاب کا (جس کا تعلق برزخی زندگی سے ہو) کہیں

کوئی اشارہ نہیں ہے اور ایسا ہونا بھی نہیں چاہیئے کیونکہ جب کسی ملزم کا حساب کتاب ہی نہیں ہوا نہ اسپر فرد جرم عائد کی گئی نہ اسے اپنی صفائی میں الزامات کی جوابدہی کا موقع ملا تو ان حالات میں جزا و سزا کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حق تعالی نے خود کو **مالک یوم الدین** یعنی انصاف کے دن کا مالک کہا ہے اور یہ دن بلاشک و شبہ قیامت کا دن ہوگا جو اس احکم الحاکمین نے اس مقصد کیلئے مقرر کردیا ہے لہذا اس دن سے پہلے یا اثبات جرم سے قبل کسی ملزم کو سزا دینا یا بطور نمونہ ہی سزا کا مزا چکھانا اس عادل مطلق کے ہر گز شایانِ شان نہیں ہے۔

موت اور حالت نوم میں مماثلت

قرآن کریم نے انسان کی حالت نوم کو بھی موت ہی سے تعبیر کیا ہے کیونکہ رات کو سوتے وقت ظاہری احساس و شعور باقی نہیں رہتا اور انسان اپنے گردوپیش بلکہ اپنے جسم کے احوال تک سے بے خبر ہوجاتا ہے، سورۂ انعام میں ارشاد ہے **وَ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَ یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ** (انعام ۶۰) "اور وہی ہے کہ قبضے میں لے لیتا ہے تم کو رات میں اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے رہے ہو دن میں، پھر تم کو اٹھا دیتا ہے اسمیں تا کہ پورا ہو وہ وعدہ جو مقرر ہوچکا ہے پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے، پھر خبر دیگا اسکی جو تم کرتے ہو"۔

اللہ کے ایک بندے شاید عزیر علیہ السلام کے اور اصحب کہف کے قصے میں یہ تذکرہ موجود ہے کہ ان حضرات پر بالترتیب ۱۰۰ سال اور سالہا سال تک موت یا نیند طاری رہی کیونکہ قرآن کریم نے سورۂ انعام کی آیت نمبر ۶۰ میں نیند کو بھی موت ہی سے

تعبیر کیا ہے، کیا عجب کہ ان ہر دو واقعات میں حق تعالیٰ کی ایک حکمت یہ بھی ہو کہ ان مثالوں کے ذریعہ ہمیں موت کی کیفیت و ماہیت سے آگاہ فرمایا گیا ہو کہ مرنے کے بعد روز قیامت تک تم پر یہ حالت طاری رہے گی اور جب قیامت کے دن اٹھو گے تو یوں محسوس ہوگا جیسے ابھی ابھی نیند سے بیدار ہوئے ہو۔

اس خیال کی تائید سورہ یٰسین آیت نمبر ۵۱، ۵۲ سے بھی ہوتی ہے جن میں کہا گیا ہے وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ قَالُوْا یَا وَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ "اور پھونکی جائے صور پھر تبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف پھیل پڑیں گے (اور) کہیں گے خرابی ہماری کس نے اٹھا دیا ہمیں ہماری خوابگاہ سے؟ یہ وہ ہے جو وعدہ کیا تھا رحمن نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے"

یہاں کفار کا یہ کہنا کہ "کس نے اٹھا دیا ہمیں ہماری خوابگاہ سے" واشگاف انداز میں ظاہر کر رہا ہے کہ اپنی قبروں میں چین کی نیند سوئے ہوئے تھے اور کسی عذاب قبر وغیرہ میں مبتلا نہ تھے ورنہ "یا ویلنا" "خرابی ہماری" کے الفاظ ہرگز نہ کہتے۔

اس ضمن میں دوسرا قابل توجہ پہلو یہ بھی ہے کہ لفظ "توفی" کے معنی پوری طرح لے لینے کے ہیں اسی لئے اس لفظ کو قرآن میں بالعموم موت کیلئے استعمال کیا گیا ہے، آیت مذکورہ میں بھی "وَ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ" "اور وہی ہے کہ تم کو قبضے میں لے لیتا ہے رات کے وقت" یعنی نیند کی حالت میں انسان اپنے گرد و پیش بلکہ اپنے جسم کے احوال تک سے بالکل بے خبر ہو جاتا ہے بلکہ یوں کہئے کہ خود سے کٹ کر ایسا بے دست و پا اور از کار رفتہ ہو جاتا ہے کہ اپنے اختیاری امور بھی انجام نہیں دے سکتا، موت اور نیند کی یہی کیفیت ایک جیسی ہوتی ہے اسی لئے قرآن کی نظر میں حالت نوم بھی "توفی" ہی کی ایک شکل ہے۔ گویا نیند اگر عارضی اور وقتی موت ہے تو موت ایک طویل و مستقل کیفیت نوم کا نام ہے کیونکہ انسان مرنے کے بعد اللہ کے

قبضے میں پہنچ جاتا ہے یا بالفاظِ دیگر اسکی طرف لوٹ جاتا ہے اور حالت نوم میں بھی عارضی طور پر گویا موت ہی کے منہ میں چلاجاتا ہے۔

کیا مجرد ارواح کیلئے کسی مستقل مستقر کی ضرورت ہے

پھر ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ انسانی روح "امر ربی" ہے جو لفظ "کن" سے وجود میں آئی ہے، جو نہ مادہ ہے نہ جوہر ہے نہ عرض تو پھر اس کیلئے کسی مستقل ٹھکانے کی تعیین کیوں ضروری سمجھی جاتی ہے کہ لامحالہ اسے عالم ارواح کے مقامات سجین و علیین میں پہنچایا جائے، عام سی بات ہے کہ روح اللہ کا ایک حکم اور امر تھی جسے اس نے موت کی صورت میں واپس لے لیا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" سے بھی یہی متبادر ہوتا ہے اور خلق جدید کی تصریحات سے بھی یہی صورت ظاہر ہورہی ہے کہ جس طرح اجسام کو از سر نو خلق کیا جائے گا اسی طرح ارواح بھی ان اجسام میں دوبارہ لوٹا دی جائیں گی، موت سے وقوع قیامت تک ان کیلئے کسی خاص مقام و مستقر کی چنداں ضرورت نہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ دوبارہ انہی اجسام و ارواح کو خلق کیا جائے جو دنیوی زندگی ایک ساتھ بسر کر چکے ہیں تاکہ روز قیامت کی جوابدہی کے وقت جسم و روح ایک ساتھ موجود رہیں اور ان میں سے کوئی ایک یہ نہ کہہ سکے کہ میں تو اس کام میں شریک عمل نہ تھا۔ جسم و روح کی دوبارہ تخلیق کا عمل اللہ کے ایک بندے کے گدھے کو جو خاک کا ڈھیر بن چکا تھا دوبارہ زندہ کرکے دکھا دیا گیا ہے کہ حق تعالیٰ کیلئے ان میں سے کوئی بات بھی مشکل یا ناممکن نہیں ہے۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْہَادُ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُہُمْ وَ لَہُمُ اللَّعْنَۃُ وَ لَہُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (المؤمن ۵۱، ۵۲)

"ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں اور جب کھڑے ہونگے گواہ، جس دن کام نہ آئیں منکروں کو ان کے بہانے اور ان کو پھٹکار ہے اور ان کے واسطے ہے بُرا گھر ہے" لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ (هود ۲۲) "اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ آخرت میں یہی ہیں سب سے بڑھ کر خسارے میں" وَ جَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِیْۤ اَعْنَاقِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (السبا ۳۳) "اور ہم نے ڈالے ہیں طوق گردنوں میں منکروں کے، وہی بدلہ پاتے ہیں جو عمل کرتے تھے" قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِیْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ (الزمر ۸) "تو کہہ برت لے ساتھ اپنے کفر کے تھوڑے دنوں، تو ہے دوزخ والوں میں" اَفَمَنْ یَّتَّقِیْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ قِیْلَ لِلظّٰلِمِیْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ (الزمر ۲۴) "بھلا ایک وہ (شخص) جو روکتا ہے اپنے منہ پر بُرا عذاب قیامت کے دن اور کہا جائے گا بے انصافوں کو چکھو جو تم کماتے تھے"۔ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ (الرعد ۳۵) "یہ بدلہ ہے ان کا جو ڈرتے رہے اور بدلہ منکروں کا آگ ہے"۔ وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ (ابراهیم ۴۲) "اور ہرگز مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف، ان کو تو ڈھیل دے رکھی ہے اس دن کیلئے کہ پتھرا جائیں گی آنکھیں"۔ وَ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا (الفتح ۶) "اور تاکہ عذاب کرے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں کو اور عورتوں کو جو بدظنی کرتے ہیں اللہ کے ساتھ بڑی بدظنی، انہی پر پڑے مصیبت کا دائرہ اور غضب ناک ہوا اللہ ان پر اور لعنت کی ان کو اور تیار کی دوزخ اور بُری جگہ پہنچے"۔ وَ مَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ

بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ فَاِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَعِیْرًا (الفتح ۱۳) "اور جو کوئی یقین نہ لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر تو ہم نے تیار کر رکھی ہے منکروں کے واسطے دہکتی آگ" قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَہُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِکُمُ اللّٰہُ اَجْرًا حَسَنًا وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّ لَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ وَ مَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْہُ عَذَابًا اَلِیْمًا (الفتح ۱۶، ۱۷) "کہدے پیچھے رہ جانے والے گنواروں سے آئندہ تم کو بلائیں گے ایک قوم پر، بڑے سخت لڑنے والے، تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے، پھر اگر حکم مانو گے (تو) دیگا تم کو اللہ اچھا بدلہ، اور اگر پلٹ جاؤ گے جیسے پلٹ گئے تھے پہلی بار، دیگا تم کو ایک دردناک عذاب، اندھے پر تکلیف نہیں، اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا اسکو داخل کریگا باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو کوئی پلٹ جائے اس کو عذاب دیگا دردناک"۔

یوم الحساب یعنی قیامت کے دن جزاء و سزا کا فیصلہ ہوگا

وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ ذٰلِکَ یَوْمُ الْوَعِیْدِ (ق ۲۰) "اور پھونکا گیا صور یہی ہے دن ڈرانے کا"۔ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَ قَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْکُمْ بِالْوَعِیْدِ (ق ۲۸) "فرمایا جھگڑا نہ کرو میرے حضور اور میں پہلے ہی ڈرا چکا تھا تم کو عذاب سے" نیز یَسْئَلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ یَوْمَ ہُمْ عَلَی النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ذُوْقُوْا فِتْنَتَکُمْ ہٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ

(الذریت ۱۲، ۱۳، ۱۴) "پوچھتے ہیں کب ہے دن انصاف کا، جس دن وہ آگ پر لوٹ پوٹ ہونگے، چکھو مزا اپنی شرارت کا، یہ ہے جسکی تم جلدی کرتے تھے" اور هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا (طور ۱۴) "یہ ہے وہ آگ جس کو تم جھوٹ جانتے تھے جس دن دھکیلے جائیں گے دوزخ کی طرف دھکیل کر" فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ وَ اِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (الطور ۴۵ تا ۴۷) "سو تو چھوڑ دے ان کو یہاں تک کہ دیکھ لیں اپنے اس دن کو جس میں ان پر پڑیگی بجلی کی کڑک، جس دن کام نہ آئے گا ان کو انکا داؤ ذرا بھی اور نہ ان کو مدد پہنچے گی اور ان گنہ گاروں کیلئے ایک عذاب ہے اس کے سوا پر بہت ان میں کے نہیں جانتے"۔ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ (القمر ۴۶، ۴۷، ۴۸) "بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کا وقت اور وہ گھڑی بڑی آفت ہے اور بہت کڑوی، جو لوگ گنہگار ہیں غلطی میں پڑے ہیں اور سودا میں جس دن گھسیٹے جائیں گے آگ میں اوندھے منہ (کہ) چکھو مزا آگ کا" يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (التحریم ۷) "اے منکرین (حق) مت بہانے بناؤ آج کے دن، وہی بدلہ پاؤ گے جو تم کیا کرتے تھے"۔ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ كَلَّا اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ وَ مَا اَدْرٰكَ مَا سِجِّيْنٌ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ (التطفیف ۴ تا ۱۱) "کیا خیال نہیں رکھتے وہ لوگ کہ ان کو اٹھنا ہے، اس بڑے دن کے واسطے، جس دن کھڑے رہیں لوگ جہاں کے مالک کے لئے، ہر گز نہیں،

بے شک اعمال نامہ گنہگاروں کا سجین میں ہے اور تمہیں کیا خبر ہے سجین کیا ہے، ایک لکھا ہوا دفتر ہے، خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی، جو جھٹلاتے ہیں انصاف کے دن کو"۔ قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ (ال عمران ۱۲) "کہہ دیجئے کافروں کو کہ اب تم مغلوب ہو گے اور ہانکے جاؤ گے دوزخ کی طرف اور (وہ) کیا ہی برا ٹھکانا ہے" يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ (آل عمران ۳۰) "جس دن موجود پائے گا اپنے سامنے ہر شخص جو کچھ کہ کی ہے اس نے نیکی اور جو کچھ کی ہے اس نے برائی" وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (المائدة ۵) "اور جو منکر ہوا ایمان سے تو ضائع ہوا عمل اسکا اور آخرت میں وہ ٹوٹے والوں میں ہے"۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (المائدہ ۳۶) "جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے سارا اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہوتا کہ بدلے میں دیں اپنے قیامت کے عذاب سے تو ان سے قبول نہ ہوگا اور ان کے واسطے درد ناک عذاب ہے" وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ وَ لَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ (الحاقه ۲۵، ۲۶، ۲۷) "اور جس کو ملا اسکا لکھا بائیں ہاتھ میں وہ کہے گا کیا اچھا ہوتا جو مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا اور مجھ کو خبر نہ ہوتی کہ کیا ہے حساب میرا، کسی طرح وہی موت ختم کر جاتی" وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا وَّ يَصْلٰى سَعِيْرًا "اور جس کو ملا اسکا نامہ اعمال پیٹھ کے پیچھے سے سو وہ پکارے گا موت موت اور پڑیگا آگ میں"۔

منکرین کی سزا خلود جہنم ہے

وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (البقر ۳۹) "اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا ہماری نشانیوں کو وہ ہیں دوزخ میں جانے والے وہ رہیں گے اس میں ہمیشہ"۔ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران ۱۸۵) "اور تم کو پورے بدلے ملیں گے قیامت کے دن پھر جو کوئی دور کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں اس کا کام تو بن گیا اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر پونجی دھوکے کی"۔ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمِھَادُ (آل عمران ۱۹۷) "یہ فائدہ ہے تھوڑا سا پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور جو بہت برا ٹھکانا ہے"۔ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّ ھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ (نحل ۲۰، ۲۱) "اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوائے (وہ) کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود (ہی) پیدا کئے ہوئے ہیں، مردے ہیں جن میں جان نہیں اور (وہ) نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے" بَلْ کَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ کَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِیْرًا اِذَا رَاَتْھُمْ مِّنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَھَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیْرًا وَ اِذَآ اُلْقُوْا مِنْھَا مَکَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیْنَ دَعَوْا ھُنَالِکَ ثُبُوْرًا لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا کَثِیْرًا (الفرقان ۱۱ تا ۱۴)

"بلکہ وہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور ہم نے تیار کی ہے اس کے واسطے جو جھٹلاتا ہے قیامت کو آگ، جب وہ دیکھے گی ان کو دور کے مقام سے سنیں گے اس کا جھنجلانا اور چلانا، اور جب ڈالے جائیں گے ایک تنگ جگہ میں کئی کئی ایک (ہی) زنجیر میں جکڑے ہوئے (تو) پکاریں گے اس جگہ موت کو مت پکارو آج ایک (بار) مرنے کو، اور پکارو

(بار بار) بہت سے مرنے کو

دیکھئے یہ سارے عذاب اور سزائیں منکرین کو قیامت ہی کے دن دی جائیں گی انمیں سے کوئی ایک سزا بھی قبر یا برزخ سے تعلق نہیں رکھتی۔

مجرد عذاب آخرت کا بیان

اب تک جو قرآنی آیات پیش کی گئی ہیں انمیں دنیا و آخرت کے عذاب کا ذکر تھا مگر ان میں بھی عذاب آخرت ہی کو اشد و اشق اور اکبر عذاب قرار دیا گیا تھا اور اسکے مقابلے میں دنیوی عذاب کو ادنٰی اور کمتر بتایا گیا تھا ذیل کی آیات میں مجرد عذاب آخرت کا بیان آرہا ہے۔ مستضعفین کے بارے میں کہا گیا: اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ (النساء ۹۷) "جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حالت میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنے حق میں، کہتے ہیں ان سے فرشتے تم کس حال میں تھے؟" پھر یہی بات منکرین حق کے بارے میں کہی گئی اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ، فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ (النحل ۲۸) "جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ برا کر رہے ہیں اپنے حق میں، تب ظاہر کریں گے اطاعت کہ ہم تو نہ کرتے تھے کچھ برائی" پھر اس سے اگلی آیت فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (النحل ۲۹) "سو داخل ہو دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو سدا اس میں، سو کیا برا ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا" منکروں کے لئے خلود جہنم کے ساتھ بار بار عذاب دینے کیلئے ان کی کھال کو بار بار بدل دیا جائیگا تاکہ وہ کھال کے جلنے کی تکلیف کو بار بار چکھتے رہیں۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا

الْعَذَابَ (النساء ۵۶) "بے شک جو منکر ہوئے ہماری آیتوں سے ان کو ڈال دیں گے آگ میں، جس وقت جل جائیگی کھال ان کی تو ہم بدل دیں گے ان کی اور کھال تا کہ (مسلسل) عذاب چکھتے رہیں" اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ آیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (یونس ۷ ـ ۸) "البتہ جو لوگ امید نہیں رکھتے ہمارے ملنے کی اور خوش رہے دنیا کی زندگی پر اور اس پر مطمئن ہوگئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں ایسوں کا ٹھکانا جہنم، بدلا اس کا جو کماتے تھے" وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ (الاحقاف ۵)

"اور اس سے زیاد گمراہ کون ہے جو پکارے اللہ کے سوا ایسے کو جو نہ پہنچے اسکی پکار کو قیامت کے دن تک اور ان کو خبر (ہی) نہیں انکے پکارنے کی"۔

از روئے قرآن فرشتوں کی آمد موت کے وقت ثابت ہے

قبر میں فرشتوں (نکیرین) کے آنے اور سوال جواب کرنے کا ذکر تو سرے سے قرآن میں موجود ہی نہیں البتہ موت کے وقت ان کے آنے اور جان نکالنے کا تذکرہ متعدد آیات قرآن میں ہے مثلاً اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ (النساء ۹۷) "وہ لوگ کہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے، اس حالت میں کہ یہ لوگ برا کرتے رہے ہیں اپنا، کہتے ہیں فرشتے کہ تم کس حال میں تھے؟" اس آیت سے قبر میں نکیرین کی آمد کے بجائے موت کے وقت فرشتوں کا آنا ثابت ہو رہا ہے، یہی بات سورہ الانعام میں اس طرح بیان کی گئی ہے حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ (الانعام ۶۱)

"یہاں تک کہ جب آ پہنچے تم میں سے کسی کو موت تو قبضے میں لے لیتے ہیں اس کو ہمارے فرستادہ فرشتے اور وہ کوتاہی نہیں کرتے" پھر یہی مضمون اس طرح بیان کیا گیا وَ لَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ، اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ (الانعام ۹۳) "اور اگر تو دیکھے جس وقت کہ (یہ) ظالم ہوں موت کی سختیوں میں اور فرشتے ہاتھ بڑھا رہے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں" اس آیت میں بھی موت کے وقت فرشتوں کی آمد کا ذکر ہے، اسی طرح حَتّٰٓی اِذَا جَآءَتْھُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَھُمْ قَالُوْٓا اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (الاعراف ۳۷) "یہاں تک کہ جب پہنچیں ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان کی جان لینے کو تو کہیں کہ کیا ہوئے وہ جن کو تم پکارتے تھے اللہ کے سوا" یہاں بھی جان قبض کرنے والے فرشتوں ہی کا ذکر ہے پھر یہ آیت وَ لَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَ اَدْبَارَھُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ (الانفال ۵۰) "اور اگر تو دیکھے جس وقت جان قبض کرتے ہیں فرشتے مارتے ہیں ان کے منہ پر اور ان کے پیچھے اور کہتے ہیں چکھو عذاب جلنے کا" یہاں بھی جان نکالنے اور اس کے بعد عذاب جہنم کا ذکر ہے جس کا وقوع قیامت کے دن ہوگا۔

سورہ المومنون کی ایک آیت سے برزخ کا ایک کمزور استدلال

سورہ المومنون کی آیت نمبر ۱۰۰ سے عالم برزخ کا اثبات کیا جاتا ہے جس میں منکرین کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئیگی تو وہ کہے گا کہ "اے پروردگار مجھے پھر سے دنیا میں بھیج دے شاید میں کوئی بھلا کام کرلوں" اس کے جواب میں کہا جائے گا "ہرگز نہیں یہ تو محض ایک بات ہے جو وہ (یونہی) کہتا ہے"

اس کے بعد یہ جملہ بیان ہوا ہے وَ مِنْ وَّرَآءِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ "ان کے پیچھے پردہ ہے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں" اس کا صاف اور واضح مطلب یہی ہے کہ موت سے قیامت تک مرنے والے کیلئے ایک ایسا پردہ ہے کہ وہ دنیا و آخرت دونوں ہی سے کٹ کر رہ جاتا ہے نہ ادھر کچھ دیکھ سکتا ہے نہ ادھر، اس میں برزخی زندگی اور عذاب کا تصور نہ معلوم کون سے قرینہ سے پیدا کرلیا گیا؟ برزخ کے لفظی معنی محض پردے کے ہیں اور قرآن میں یہ لفظ متعدد مقامات پر پردے ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے کسی جگہ بھی عالم برزخ کے معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔

نیند کی حالت میں بھی جان کھینچ لی جاتی ہے

موت اور حالت نوم کی مماثلت قرآن کریم کی متعدد آیات میں بیان کی گئی ہے اس سلسلے میں سورہ الزمر کی یہ آیت قابل توجہ ہے اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَ یُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی (الزمر ۴۲) "اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہ مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھیرا دیا ہے اور (واپس) بھیج دیتا ہے اوروں کو ایک وقت موعود تک"

اس آیت کی تشریح میں شاہ عبد القادر اپنے تفسیری حاشیے "موضح القرآن" میں لکھتے ہیں یعنی نیند میں ہر روز جان کھینچ لیتا ہے (واپس) بھیجتا ہے، یہی نشان ہے آخرت کا، معلوم ہوا نیند میں بھی جان کھینچتی ہے جیسے موت میں، اگر نیند میں کھنچ کر رہ گئی وہی موت ہے مگر یہ جان وہ ہے جسے ظاہری ہوش کہتے ہیں اور ایک وہ ہے جس سے سانس چلتی ہے اور نبضیں اچھلتی ہیں اور کھانا ہضم ہوتا ہے وہ دوسری ہے وہ

موت سے پہلے نہیں کھنچتی"۔

مطلب یہ ہے کہ روح عنصری جس سے خون کی گردش اور نبض کی حرکت وغیرہ برقرار رہتی ہے وہ تو جسم میں رہ جاتی ہے جس کے باعث جسمانی موت واقع نہیں ہوتی لیکن جس روح سے ہوش و حواس اور فہم ادراک کا تعلق ہے وہ نیند کی حالت میں کھینچ لی جاتی ہے اور بیداری کے وقت لوٹادی جاتی ہے اس تشریح کے پیش نظر جو صورت حال سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ بوقت موت انسان کی یہ دونوں صلاحیتیں کھینچ لی جاتی ہیں جب یہ دونوں صلاحیتیں یعنی ہوش و حواس اور حرکت قلب و غیرہ کھینچ لی گئیں انسان میں بے جان جسم کے علاوہ کیا باقی رہ گیا پھر جب نیند کی حالت میں ایک زندہ انسان بھی دنیاومافیہا سے بالکل کٹ کر رہ جاتا ہے کہ وہ نہ کچھ دیکھ سکتا نہ سُن سکتا اور نہ اپنے ارادہ واختیار سے کچھ کرسکتا ہے دراں حالیکہ ابھی اس کے جسم میں وہ روح عنصری موجود ہے جس کے باعث حرکت قلب، حرکت نبض، گردشَ خون اور نظام ہضم برقرار ہے تو موت کی حالت میں جب روح کے ساتھ یہ دوسری تمام قوتیں بھی سلب کرلی جائیں گی اور صرف گوشت پوست اور ہڈیوں کا بے جان ڈھانچہ باقی رہ جائیگا تو اگر اس بے جان جسم پر قبر و برزخ میں عمل تعذیب جاری کیا گیا تو یہ سراسر ناانصافی ہوگی کیونکہ مجرد جسم تو کسی حرکت و عمل کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا، نہ وہ کسی معصیت کا ارتکاب کرسکتا ہے نہ اس سے کوئی عمل خیر سرزد ہوسکتا ہے اس لئے تنہا جسم پر تو عمل تعذیب کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا، رہ گئی روح تو جسم کے بغیر تنہا روح سے بھی کسی عمل کا صدور ممکن نہیں لہذا تعذیب و تعقیب کیلئے ان دونوں کا ایک ساتھ ہونا ضروری ہے جو قیامت سے پہلے نہیں ہوگا لہذا اچھے برے اعمال کی جزاوسزا بھی وقوع قیامت اور حساب و کتاب سے فراغت کے بعد ملیگی، صورت حالات کا یہی وہ نقشہ ہے جو قرین قیاس بھی ہے اور قرین انصاف بھی۔ اور قرآن کریم کی بے شمار آیات میں بھی یہی تصریحات پیش کی گئی ہیں۔

سورہ المومن کی آیت سے استدلال

سورۂ المومن کی آیت نمبر ۴۶ سے بھی عذاب برزخ کا اثبات کیا جاتا ہے وہ آیت یہ ہے کہ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اُدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ (المؤمن ۴۶) "وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں ان کو صبح و شام اور جس دن قائم ہوگی قیامت حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں" اس آیت کا عام ترجمہ اسی طرح کیا جاتا ہے کہ "اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا" میں يُعْرَضُوْنَ "مضارع" کے صیغے کو "حال" کے معنی میں لیتے ہیں حالانکہ عربی زبان میں مضارع کا صیغہ حال و استقبال دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اسکی تعیین موقع و قرینہ کی مناسبت سے کرلی جاتی ہے استقبال کے معنی میں لینے سے ترجمہ یہ ہوگا کہ "وہ آگ پر صبح و شام پیش کئے جائیں گے" مطلب یہ ہوگا کہ دائمی عذاب میں مبتلا ہونگے۔

سورۂ ہود میں ہے کہ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ (سورۃ الھود ۹۸) یعنی "وہ (فرعون) آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن پھر پہنچائے گا ان کو آگ پر" یہاں "یقدم" بھی مضارع کا صیغہ ہے جسے سب نے استقبال ہی کے معنوں میں لیا ہے، ان دونوں آیتوں کو ملا کر پڑھا جائے تو بات یوں بنتی ہے کہ فرعون دوزخ تک اپنی قوم کو لیکر پہنچے گا اس کے بعد سورۂ المومن کی آیت مذکورہ کا جملہ اسکی تفسیر ہے کہ پھر فرشتوں کو حکم دیا جائیگا کہ دوزخ کے سب سے سخت عذاب میں ان کو داخل کردو" نیز غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا کے معنی محاورتاً ہمیشہ کے ہوتے ہیں جیسا کہ جنتیوں کیلئے سورۂ مریم میں ہے وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا (مریم ۶۲) یعنی "ان کو ان کی روزی ہمیشہ ملتی رہے گی" سورہ الاحقاف کی آیت نمبر ۳۴ میں بھی ہے وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اور جس دن پیش کئے

جائیں گے منکرین سامنے آگ کے "یعرض" کا صیغہ "مضارع مجہول" بمعنی استقبال لیا گیا ہے لہذا جو موقع و محل اور قرینہ آیات متذکرہ یعنی سورۂ ہود سورۂ مریم اور سورۂ احقاف میں ہے۔ وہی موقع و محل اور قرینہ سورۂ المومن کی زیر نظر آیت میں ہے اس لئے متذکرہ تمام مقامات پر مضارع کے صیغے کو استقبال ہی کے معنی میں لیا جائے گا۔ چنانچہ عبداللہ یوسف علی نے بھی اپنے انگریزی ترجمہ و تفسیر میں یہی مطلب لیا ہے۔

In front of the fire will they be brought morning & evening! and (they scentence will be) on the day that Judgement will be established. Cast ye the people of pharoah into the swearest penalty.

پھر سورۂ النازعات آیت نمبر ۲۵ میں فرعون کے متعلق کہا گیا ہے فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى پھر پکڑا اس کو اللہ نے سزا میں آخرت کی اور دنیا کی۔ حاشیہ از علامہ شبیر احمد عثمانی "یعنی یہاں پانی میں ڈوبا وہاں آگ میں جلے گا" یہاں بھی دنیا و آخرت ہی کے عذاب کا ذکر ہے لہذا فرعون کیلئے بھی صرف دو ہی عذاب ہیں قبر یا برزخ میں نہیں۔

برزخی زندگی کے بارے میں علامہ سید سلیمان ندوی کے نقطۂ نظر کا اجمالی جائزہ

سیرت النبی جلد چہارم میں "برزخ" کے عنوان کے تحت علامہ سید سلیمان ندوی نے اپنا جو نقطۂ نظر پیش کیا ہے وہ اگرچہ عمومی نقطۂ ہائے نظر سے مختلف نہیں ہے لیکن اس کے بعض دلائل یقیناً ایسے ہیں جن پر توجہ کی ضرورت ہے، وہ لکھتے ہیں:

"برزخ کا لفظ قرآن پاک میں تین دفعہ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ دو چیزوں کے درمیان

کا پردہ، حاجب اور حائل مراد ہے چنانچہ سورہ رحمن میں دو دریاؤں کا ذکر ہے جن میں ایک میٹھا اور دوسرا کھاری ہے اور ان کے بیچ میں ایک پردہ حائل ہے جو ان کو آپس میں ملنے نہیں دیتا، بَیۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا یَبۡغِیَان (رحمن) "ان دونوں کے بیچ میں ایک پردہ ہے جس سے ایک دوسرے پر بڑھ کر نہیں جاتا" اسی عجیب و غریب بحری منظر کا ذکر سورہ فرقان میں ہے اور وہاں بھی یہی لفظ واقع ہے وَ هُوَ الَّذِیۡ مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ هٰذَا عَذۡبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلۡحٌ اُجَاجٌ وَ جَعَلَ بَیۡنَهُمَا بَرۡزَخًا وَّ حِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا (الفرقان ٦) "اور اسی نے دو دریاؤں کو ملا کر چلایا اور یہ میٹھا اور پیاس بجھاتا ہے اور وہ کھاری کڑوا ہے اور ان کے بیچ میں ایک پردہ اور روکی ہوئی اوٹ بنائی ہے"

اس بنا پر موجودہ زندگی اور آئندہ زندگی کے درمیان جو مقام حائل اور حاجب ہے اس کا نام "برزخ" ہے۔ سورہ مومنوں میں نزع کے وقت کے بیان میں ہے: وَ مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ بَرۡزَخٌ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ (مومنون ١٠٠) "اور ان مرنے والوں کے پیچھے ایک پردہ ہے اس دن تک جب کہ وہ (قیامت میں) اٹھائے جائیں گے"

(سیرت النبی جلد چہارم عنوان برزخ ص ٣٣٠، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ، اردو بازار، لاہور)

برزخ کے لفظی معنی محض روک یا پردے کے ہیں

علامہ سید سلیمان ندوی کی پیش کردہ تصریحات کے مطابق بھی برزخ کے لفظی معنی پردے کے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہوتا ہے اور قرآن پاک میں ہر مقام پر یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے، سورہ رحمن اور سورہ فرقان میں دریا کے پانی کی مثال کے ذریعہ یہ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ دریائی پانی میں کچھ مقام ایسے ہیں

جن میں ایک طرف کا پانی میٹھا اور دوسری طرف کا کھاری ہے گویا ان کے درمیان ایک پردہ حائل کردیا گیا ہے جو میٹھے پانی کو کھاری اور کھاری پانی کو میٹھے پانی پر چڑھنے اور باہم ملنے سے روکے ہوئے ہے، ان دونوں مثالوں میں حق تعالی کی قدرت کاملہ کا اظہار ہے کہ ان دونوں پانیوں کے درمیان اگرچہ کوئی سد سکندری حائل نہیں ہے مگر اسکی شان قدرت کو دیکھو کہ ایک ہی مقام پر ایک طرف شیریں پانی بہہ رہا ہے اور اس کی دوسری جانب کھاری پانی ہے اور یہ دونوں کبھی ایک دوسرے پر نہیں چڑھ پاتے اور نہ باہم خلط ملط ہوتے ہیں، پھر تیسری مثال کے ذریعہ دنیوی زندگی اور اخروی زندگی کے درمیان ایسے ہی غیر مادی اور غیر مرئی پردے کا بیان ہے کہ ان کے پیچھے بھی ایک ایسا ہی پردہ حائل ہے جو ان دونوں زندگیوں کو ایک دوسرے سے الگ کئے ہوئے ہے کہ ایک طرف دنیوی زندگی ہے جس سے مرنے کے بعد کوئی تعلق باقی نہیں رہتا بلکہ پیچھے چھوڑی ہوئی زندگی پر ایک پردہ سا پڑ جاتا ہے جسے ہٹا کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا جاسکتا اور دوسری طرف آخرت کی زندگی ہے جس کے رازہائے سربستہ اب منکشف ہونگے۔

ان تینوں مثالوں میں جس پردے کا ذکر کیا گیا ہے وہ غیر مادی اور غیر مرئی ہے جو محض برائے گفتن پردے کے نام سے موسوم کردیا گیا ہے کیونکہ پردہ بھی دو چیزوں کے درمیان ایک قسم کی رکاوٹ ہوتا ہے اور پیش کردہ مثالوں میں یہی رکاوٹ موجود ہے لہذا یہ کہنا کسی طرح درست نہیں کہ موجودہ زندگی اور آئندہ زندگی کے درمیان واقعی کوئی محسوس مقام حائل وحاجب ہے جس کا نام برزخ ہے۔ ذکر ایک ایسے غیر مرئی پردے کا ہورہا ہے جس کا کوئی مادی وجود نہیں ہے بلکہ محض روک یا رکاوٹ بن جانے کی وجہ سے اسے تمثیلا پردہ کہہ دیا گیا ہے پھر موت اور بعث یوم القیامہ کے درمیان "رکاوٹ یا پردے" کے بجائے یہ "مقام اور عالم" کا ذکر کہاں سے آگیا؟ جس طرح کسی دریا کے تلخ وشیریں پانیوں کے درمیان کوئی عالم یا مقام حائل نہیں ہوتا بلکہ

محض قدرتی رکاوٹ حائل ہوتی ہے جس کو تمثیلاً بات سمجھانے کی غرض سے پردہ کہہ دیا گیا ہے بالکل اسی طرح مرنے کے بعد بعث بعد الموت تک درمیان میں کوئی شے از قبیل مکان ومقام حائل نہیں ہے جس کو برزخ کے نام سے موسوم کردیا جائے۔

اس کے بعد "نیند اور موت کی مشابہت" کے زیر عنوان فرماتے ہیں

"اب سوال یہ ہے کہ برزخ کے عالم میں کیا کیفیت ہوگی، اس کے سمجھنے کیلئے ایک مختصر سی تمہید کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مادی دنیا میں روحانی عالم کی باتوں کو سمجھنے کیلئے اپنی عجیب و غریب قدرت سے ایک چیز عنایت کی ہے جس کو ہم نیند کہتے ہیں، روح کو اپنے جسم سے دو قسم کا تعلق ہے، ایک ادراک واحساس کا اور دوسرے تدبیر و تغذیہ کا، نیند کا وہ عالم جس میں ہمارے تمام آلات ادراک واحساس اس دنیا سے بے خبر ہوکر اپنے گرد و پیش کی مادی دنیا سے یکسر بیگانہ بن جاتے ہیں تاہم ہمارے نفس یا روح کا تعلق ہمارے جسم سے باقی رہتا ہے اور وہ اس حالت میں بھی جسم کی مادی زندگی، نشو و نما اور بقا کی تدبیر اور دل و دماغ اور دیگر اعضاء رئیسہ کی غذا رسانی اور خون کے دوران میں مصروف رہتی ہے، اسی کا نام روح کا جسم سے تدبیری تعلق ہے، اب نیند اور موت میں فرق ہے تو یہ ہے کہ نیند کی حالت میں جسم سے نفس کا تدبیری تعلق قائم رہتا ہے اس لئے جسم باقی اور زندہ رہتا ہے "لیکن موت کی حالت میں جسم سے روح کا تدبیری تعلق بھی منقطع ہوجاتا ہے اس لئے جسم کے اجزاء کچھ دنوں میں منتشر ہوجاتے ہیں" موت اور نیند کی یہی مشابہت ہے جس کی بناء پر تمام انسانوں کی زبانوں میں موت کو نیند سے تشبیہ دیتے ہیں۔ قرآن پاک میں اس حقیقت کو ان الفاظ میں ادا کیا گیا ہے وَ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَ یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى (الانعام ٦٠) اور وہی ہے جو تم کو رات میں مارتا ہے اور جانتا ہے جو تم نے دن میں کمایا، پھر تم کو دن میں جلاتا ہے تاکہ مقررہ وقت پورا کیا جائے" اس سے زیادہ تفصیل سورہ زمر میں ہے، اَللّٰهُ

يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا ، فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَا عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْأُخْرَى إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى. إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (زمر ۴۲) "وہ اللہ ہی ہے جو روحوں کو ان کی موت کے وقت وفات دیتا ہے، تو جس پر موت کا حکم اس نے جاری کیا اس کو روک لیتا ہے اور دوسری روح کو جس پر موت کا حکم نہیں یعنی نیند والی کو ایک مدت معینہ کے لئے چھوڑ دیتا ہے، بیشک اس میں سوچنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں" (سیرت النبی جلد چہارم ص ۳۳۱)

موت کی حالت میں جسم سے روح کا تدبیری تعلق ختم ہوجاتا ہے اس لئے جسم کے اجزاء کچھ دنوں میں منتشر ہو کر فنا ہوجاتے ہیں

متذکرہ اقتباس میں علامہ فرمارہے ہیں کہ "موت کی حالت میں جسم سے روح کا تدبیری تعلق بھی منقطع ہوجاتا ہے اس لئے جسم کے اجزاء کچھ دنوں میں منتشر ہوجاتے ہیں" یعنی فنا ہوجاتے ہیں اور بعث یوم القیامت تک یہی حالت برقرار رہے گی تو ظاہر ہے کہ انسانی جسم پر تو عملی تعذیب کا اجراء ہو نہیں سکے گا البتہ مزعومہ عالم برزخ میں جس کا ہمارے نزدیک ایک تمثیلی انداز بیان کے سوا فی الحقیقت کوئی وجود نہیں ہے مجرد روح کو عقوبت و عذاب کا تختۂ مشق بنایا جائے گا دراں حالیکہ تمام معصیتوں کا صدور روح اور جسم کی ملی بھگت سے اعضاء و جوارح کے ذریعہ عمل میں آیا ہے مگر یہ سب تو منتشر ہو کر فنا ہوجائیں گے اور صرف روح کو جو ترغیب و تحریص کی حد تک شریک جرم رہی ہے ان سب کے بدلہ کی سزا بھگتنی پڑیگی اور یہ تعذیب قیامت تک جاری رہے گی پھر قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد جسم اور اس کے اعضاء سزا بھگتنے میں آکر شریک ہونگے؟

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"قرآن پاک میں دوسری زندگی کیلئے اکثر بعث کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی جگانے اور بیدار کرنے کے بھی ہیں"

نیز یہ کہ

"ان شواہد سے ظاہر ہے کہ برزخ کی زندگی جس میں روح جسم سے الگ ہوتی ہے روح کی ایک طویل و عمیق نیند کے مشابہ ہے" (ایضاً ۳۳۲)

جب برزخی زندگی "روح کی طویل و عمیق نیند کے مشابہ ہے" تو ایسی طویل اور گہری نیند میں عملِ تعذیب کے مؤثر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اگر تعذیب کے زیر اثر نیند سے بیداری ہوتی ہے تو گہری نیند کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے جبکہ یہ طویل نیند صور پھونکے جانے تک علی حالہ برقرار رہے گی۔

موت کے بعد روح کی خدا کی طرف بازگشت

"موت کے بعد خدا کی طرف روح کی بازگشت" کے زیر عنوان سورۂ جمعہ، سورۂ بقرہ اور سورۂ مائدہ کی آیات نمبر ۱، ۱۷، ۱۴ کے حوالہ کے ساتھ جن میں خدا کی طرف لوٹ جانے کا بیان ہے تحریر فرماتے ہیں:

"یہ طرز ادا بیسیوں آیتوں میں اختیار کیا گیا ہے، یہ بالکل بدیہی ہے کہ ہر رجوع و بازگشت کے مفہوم میں ورود اور آمد داخل ہے، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تمام ارواح انسانی خدا کے یہاں سے اس جسم و قالب کی قید میں آئی ہیں اور موت کے وقت اس عناصر کی چہار دیواری سے نکل کر پھر ان کو وہیں واپس جانا ہے جہاں سے آئی تھیں"

(ایضاً ۳۴۰)

پھر سورۂ یونس آیت نمبر ۴ کے متن و ترجمہ کے بعد لکھتے ہیں:

"اس میں دنیا کی زندگی کے بعد ہی خدا نے اپنی طرف واپس آجانے کی اطلاع دی ہے اور اہل تفسیر نے بھی اس رجوع الی اللہ سے موت ہی کے معنی سمجھے ہیں" (طبری ج ۱۱ ص ۶۴ مصر) (ایضاص ۳۴۰)

ہر دو اقتباسات کی خط زدہ عبارتوں سے ثابت ہورہا ہے کہ موت کے معا بعد تمام انسانی ارواح جہاں سے آئی تھیں وہیں واپس لوٹ جائیں گی اور تمام اہل تفسیر نے بھی اس رجوع الی اللہ سے موت ہی کے معنی سمجھے ہیں" تو اس صورت حال میں برزخی زندگی اور اس میں جزاء و سزا کا وقوع کیسے ہوگا؟ ارواح تو قید جسمانی سے آزاد ہوتے ہی رجوع الی اللہ حاصل کرلیں گی۔ جس خدائے رحمن ورحیم کی رحمت بے پایاں کا یہ عالم ہے کہ اس دنیا میں جو ایک گھر اس کے نام سے منسوب ہے جو بھی اس میں داخل ہوا امن پاگیا وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِنًا تو کیا اس کے دامن رحمت میں پہنچ جانے کے بعد بھی بغیر حساب کئے ارواح انسانی کو عمل تعذیب سے گزارا جائیگا؟۔

ایک قابل توجہ استدلال اور اس کا جواب

اس کے بعد سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۰۱ کے حوالہ سے جس کا حوالہ نمبر سہو کتابت سے آیت نمبر ۱۳ درج ہوگیا ہے برزخی زندگی کا اثبات اس طرح پیش کیا گیا ہے۔ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ (توبہ) "عَذَابٍ عَظِيْمٍ" سے ظاہر ہے دوزخ کا عذاب مراد ہے اب اس عذاب دوزخ سے پہلے عذاب کے دو دور ان پر گزر چکے ہونگے۔ ایک تو یہ دنیاوی عذاب ہے اور دوسرا موت کے بعد ہی ہوسکتا ہے" (ایضا ۳۴۲)

اول نظر میں اس استدلال میں بڑا وزن معلوم ہوتا ہے مگر جب ہم بے شمار قرآنی آیات کے حوالہ سے اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ قرآن کی نظر میں انسانی زندگی دو ہی محوروں (دنیا و آخرت) کے گرد گھوم رہی ہے اور اس کا کوئی اور ٹھکانا نہیں ہے تو ہمیں متذکرہ "عذاب عظیم" سے پہلے جن منافقین کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے ان کی دنیوی زندگی ہی میں بہ تکرار عذاب دیئے جانے یا دو گونہ عذاب دیئے جانے کے واقعات کو تلاش کرنا ہوگا ورنہ اس آیت کا مفہوم بے شمار قرآنی آیات اور ان کے مضامین کے معارض ثابت ہوگا جو درست نہیں ہوسکتا۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانی اپنے تفسیری حاشیے میں تحریر فرماتے ہیں:

"ابن عباسؓ کی روایت کے موافق حضورﷺ نے جمعہ کے روز منبر پر کھڑے ہو کر تقریباً ۳۶ آدمیوں کو نام بنام پکار کر فرمایا اُخرج فَاِنَّکَ مُنَافِقٌ "یعنی تو منافق ہے مسجد سے نکل جا" یہ رسوائی ایک قسم کا عذاب تھی یا پہلے اسی سورۃ میں گزرا کہ ان کے اموال و اولاد کو حق تعالی نے ان کے حق میں عذاب بنادیا (فَلَا تُعۡجِبۡکَ اَمۡوَالُهُمۡ وَ لَا اَوۡلَادُهُمۡ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمۡ بِهَا فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا) یا ان میں کے بعض بھوک وغیرہ آفات ارضی و سماوی میں مبتلا ہو کر ذلت کی موت مرے یا اسلام کی ترقی و عروج کو دیکھ کر غیظ کھانا اور دانت پیسنا، یہ بھی ان کے حق میں سوہان روح تھا، میرے نزدیک یہ سب قسم کے عذاب "مرتین" کے احاطہ میں داخل ہیں اور دو کا عدد یا تو مطلق تعدد کیلئے ہے جیسے ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ میں اور یا دو بار سے مراد "نوعی اثنینیت" ہے۔ (تفسیری حاشیہ بر ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسن ص ۲۶۲ مطبوعہ دار التصنیف لمیٹڈ کراچی)

علامہ عثمانی کی تصریحات سے منافقین کو ان کی دنیوی زندگی میں ذلت و رسوائی، ارضی و سماوی آفات، اموال و اولاد کی طرف سے پہنچنے والے رنج والم اور مسلمانوں کے عروج و ترقی کے مظاہر و شواہد سے بار بار اذیت و عذاب میں مبتلا کیا گیا اور سب سے

بڑھ کر اپنے ناپاک منصوبوں کی پیہم ناکامیوں کے باعث وہ جس احساس محرومی اور ذہنی پسپائی کی کیفیات سے بار بار دوچار ہوتے رہے، یہ صورت حال بر ظاہر ہی اور جسمانی اذیت و عذاب سے کہیں بڑھ کر ہے، لہذا یہاں "مرتین" کا لفظ مطلق تعدد کیلئے ہے جس طرح سورۂ الملک میں "کرتین" کا لفظ اثینیت کے بجائے مطلق تعدد کیلئے آیا ہے یا پھر نوعی اثینیت مراد ہے یعنی قیامت کے عذاب عظیم سے پہلے انہیں اپنی دنیوی زندگی میں بھی دو قسم کے عذابوں (جسمانی و ذہنی) سے واسطہ پڑیگا۔

علامہ سید سلیمان ندوی نے عذاب قبر و برزخ کی تائید میں جو دوسری آیات قرآنی پیش کی ہیں ان تمام آیات کے بارے میں ہم بصراحت بیان کرچکے ہیں کہ انمیں متذکرہ عذاب سے صرف عذاب آخرت مراد ہے جسے عذاب برزخ پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ رہیں روایات تو ان کے بارے میں علامہ کا نقطۂ نظر پہلے ہی ان کے مقالہ بعنوان "سنت" کے حوالہ سے پیش کیا جاچکا ہے جس کی رو سے "اخبار آحاد" یا "روایات مستفیض" کسی دینی عقیدہ کی بنیاذ نہیں بن سکتیں۔

موت کے بعد معاً جنت یا دوزخ میں دخول کا تصور

اس کے بعد علامہ نے بعض آیات قرآنی کے حوالہ سے اہل جنت و دوزخ کو وقوع موت کے ساتھ ہی جنت یا دوزخ میں داخل ہونے کا پروانہ عطا فرمادیا ہے جس کا کوئی جواز نہیں ہے کیونکہ یہ مرحلہ یوم الحساب کے بعد پیش آئے گا مثلاً علامہ اپنے اس دعوی کی تائید میں یہ آیت پیش فرماتے ہیں یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ. (الفجر) "اے مطمئن روح اپنے پروردگار کے پاس چلی جا، تیرا پروردگار تجھ سے خوش اور تو اپنے پروردگار سے خوش، تو میرے بندوں میں شامل اور میری

بہشت میں داخل ہوجا" کی اس بشارت سے علامہ نے یہ مراد لی ہے کہ نیک روحیں مرتے ہی جنت میں داخل ہوجائیں گی!

اس آیت کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانی اپنے تفسیری حاشیے میں لکھتے ہیں کہ:

"پہلے مجرموں اور ظالموں کا حال بیان ہوا تھا اب اس کے مقابل ان لوگوں کا انجام بتاتے ہیں جن کے دل کو اللہ کے ذکر اور اسکی طاعت سے چین آرام ملتا ہے ان سے محشر میں کہا جائے گا کہ اے نفس آرمیدہ بحق جس محبوب حقیقی سے تو لو لگائے ہوئے تھا اب ہر قسم کے جھگڑوں سے اور خرخشوں سے یکسو ہو کر راضی خوشی اس کے مقام قرب کی طرف چل اور اس کے مخصوص بندوں کے زمرے میں شامل ہو، اس کی عالیشان جنت میں قیام کر، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کو موت کے وقت بھی یہ بشارت سنائی جاتی ہے"

(تفسیری حاشیہ از علامہ شبیر احمد عثمانی)

ہمیں موت کے وقت بشارت سے انکار نہیں کیونکہ اسی طرح منکرین کیلئے بوقت نزع ان کے انجام بد کی نذارات متعدد آیات قرآنی میں موجود ہیں، لیکن یہاں سوال بشارت و نذارت کا نہیں، اجراء عذاب کا ہے جو یقیناً وزن اعمال اور حساب و کتاب سے فراغت کے بعد ہی ہوگا۔

یہ محض مغالطہ ہے

ان آیات قرآنی کے حوالہ سے جنہیں علامہ ندوی نے بھی پیش کیا ہے اور اکثر علماء کرام بھی انہی آیات سے استناد و استدلال کرتے ہیں عام ذہنوں میں یہ مغالطہ پیدا

ہوتا ہے کہ توفی روح کے عمل کے معا بعد جنت و دوزخ میں داخل ہونے یا ان کے عیش و آرام اور مصائب و آلام کے مناظر سے لطف اندوز اور منقبض ہونے کے مواقع پیش آئیں گے؟ مگر یہ محض مغالطہ ہے جو انہی اذہان میں پیدا ہوسکتا ہے جو اخروی زندگی یا مرنے کے بعد کے عالم کو بھی دنیا کے ایام و ادوار کے عام پیمانے سے ناپتے اور حیات اخروی کے احوال و ظروف کو بھی اپنے ہی معیار پر پرکھتے ہیں حالانکہ ہر مرنے والے فرد کیلئے موت کے وقت سے قیامت برپا ہونے تک کے اعصار و ادوار خواہ لاکھوں برسوں پر محیط ہوں (ابھی آنکھ لگی تھی کہ کھل گئی) کے مطابق محسوس ہونگے جس کی مثالیں ہم اصحاب کہف اور اللہ کے ایک برگزیدہ بندے کی صد سالہ اور سالہا سال کی حالت نوم اور سورہ یسین کی آیت یَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا الخ "ہائے کمبختی ہماری ہمیں کس نے جگا دیا ہماری قبر سے" کے حوالہ کے ساتھ پیش کر چکے ہیں کہ آیت متذکرہ میں منکرین پر اگر عذاب قبر جاری ہوتا تو وہ قیامت کے دن اپنی اس بیداری پر ہرگز افسوس نہ کرتے بلکہ خوش ہوتے کہ چلو عذاب قبر سے تو نجات مل گئی۔

لہذا جتنی آیات قرآنی سے بظاہر ایسا متبادر ہوتا ہے کہ موت کے وقت کی بشارت و نذارات پر (ہمارے اوقات و لمحات کے اعتبار سے) اسی وقت عمل شروع ہوجائیگا اور اس کا تعلق موت و قیامت کے درمیانی عرصے یعنی مزعومہ عالم برزخ سے ہوگا وہ شدید ترین مغالطے میں مبتلا ہیں کیونکہ مرنے والوں کیلئے بہ اعتبار ادراک و احساس موت اور قیامت کے درمیان کوئی درمیانی وقفہ موجود ہی نہیں ہوگا کیونکہ یہ فصل زمانی ہم زندوں کے اعتبار سے ہے مرنے والوں کیلئے کوئی فصل زمانی نہیں ہے، اس غیر زمانی وقفے کو زندگی کی دو مثالوں کے ذریعہ بڑی آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔

ہم رات بھر سو کر گزارتے ہیں مگر جب بیدار ہوتے ہیں تو نیند کی حالت میں گزارا ہوا وقت کسی ٹھوس حقیقت کی شکل میں ہمارے سامنے یا ہماری گرفت میں نہیں ہوتا بلکہ محض اعتباری طور پر ہم یہ باور کرلیتے ہیں کہ گزشتہ رات ہم نے اتنے گھنٹے سو کر

گزارے ہیں اسی طرح دم واپسیں ایک مرنے والا انسان اپنی زندگی کے پورے عہد کو خواہ وہ صد سالہ زندگی پر محیط ہو کسی ٹھوس حقیقت کی صورت میں اپنے سامنے نہیں پاتا بلکہ محض فرضی اور اعتباری طور پر ہی یہ جانتا ہے کہ میں دنیوی زندگی کے سو سال گزار کر اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں، بس ہو بہو یہی کیفیت مرنیکے بعد قیامت کے دن دوبارہ اُٹھنے پر محسوس ہوگی کہ ہم کچھ دیر سو کر بیدار ہو رہے ہیں۔

اسی حقیقت کو سورۂ روم کی آیت ۵۵،۵٦ میں بیان کیا گیا ہے وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ، کَذٰلِکَ کَانُوْا یُؤْفَکُوْنَ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ. فَھٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَ لٰکِنَّکُمْ کُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ "اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن مجرم قسم کھائیں گے کہ وہ ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے۔ اسی طرح وہ گمراہ کئے جاتے تھے اور وہ لوگ جن کو علم اور ایمان دیا گیا ہے کہ تم اللہ کے نوشتہ میں رہے قیامت کے دن تک سو یہ قیامت کا دن ہے۔ مگر تم نہیں جانتے" اسی بات کو مرزا سودا نے کیا خوب سمجھا اور بیان کیا ہے

سودا کی جو بالیں پر ہوا شورِ قیامت
خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

عالم برزخ کیلئے مثالی جسم کا تصور

علامہ سید سلیمان ندوی نے عذاب قبر و برزخ کے اثبات میں جو عقلی دلیل پیش کی ہے اسکا ماحصل یہ ہے کہ نیکی و بدی کا اصل محرک نفس انسانی ہوتا ہے جسم تو تابع محض ہے وہ جو کچھ بھی کرتا ہے نفس کی ترغیب پر کرتا ہے لہذا عالم برزخ میں اصل

سزا کا حقدار بھی نفس ہی کو ہونا چاہیئے۔

اس نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہ مجرد روح کی تعذیب و تعقیب جسم کے بغیر کیسے ممکن ہوگی انہوں نے ایک مثالی جسم کا تصور پیش کیا ہے اور مثال یہ پیش کی ہے کہ دنیوی زندگی میں جب ہم نیند کی حالت میں بستر پر دراز ہوتے ہیں تو یہ گوشت پوست کا جسم تو یہیں رہ جاتا ہے اور روح عنصری بھی نظام ہضم اور خون کی گردش کو جاری رکھنے کیلئے جسم میں موجود رہتی ہے مگر جو روح صاحب ادراک اور عقل و فہم کی مالک ہے وہ ایک مثالی جسم کے ساتھ خواب کے عالم میں ہمیں کہاں سے کہاں لئے پھرتی ہے؟ نئے نئے مقامات، کوہ و بیاباں بلکہ بعض اوقات ہم ایسے نادیدہ جہانوں کی سیر کر آتے ہیں جن کا تعلق اس جہان آب و گل سے نہیں ہوتا اور اس عالم میں صاحب ادراک روح کے ساتھ جو مثالی جسم ہوتا ہے وہ ہمارے اصل جسم کی عین مشابہ ہوتا ہے، ان تمثیلات سے علامہ یہ سمجھانے کی کوشش فرماتے ہیں کہ جس طرح عالم خواب میں ہمیں ایک غیر مادی یا مثالی جسم مل جاتا ہے اسی طرح عالم برزخ میں بھی ایک مثالی جسم کے ساتھ جزاء و سزا کے معاملات بروئے عمل آسکتے ہیں۔

علامہ کے ان مزعومہ تصورات پر سب سے پہلا اعتراض یا اشکال تو یہی پیش کیا جاسکتا ہے کہ نیکی بدی کا صدور تو نفس اور مادی جسم کے اشتراک عمل سے ہوا ہے، لہذا عالم برزخ میں اگر کوئی سزا و جزا ملنی ہے تو ان دونوں کو ہی ملنی چاہیئے غریب مثالی جسم سے کونسا قصور سرزد ہوا ہے کہ روح کے ساتھ اسکو خواہ مخواہ سزا دی جارہی ہے؟ یہ تو وہی ہوا کہ کرے داڑھی والا اور پکڑا جائے مونچھوں والا، کیونکہ علامہ خود یہ اعتراف فرما چکے ہیں کہ "انسان کا مادی جسم دفن ہونے کے کچھ عرصہ بعد گل سڑ کر فنا ہو جاتا ہے" تو یہ صورت حال کس طرح قرین انصاف ہوگی کہ کسی جرم و معصیت کے ارتکاب پر شریک جرم مادی جسم تو عمل تعذیب سے بچا رہے اور جس مثالی پیکر نے سرے سے کسی جرم و معصیت کا ارتکاب ہی نہیں کیا اسے مفت میں سزا دی جائے اگر بالفرض مادی جسم کو

نفس وروح کا تابع قرار دیکر اسے کرانے کے اجرتی قاتل کے طور پر بھی پیش کیا جاتا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی نے جرم کا ارتکاب خواہ اپنے ارادے سے کیا ہو یا کسی کی ترغیب پر کیا ہو دونوں صورتوں میں جرم کرنے والا اپنے عمل سے بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ جرم تو بہر حال اسی سے سرزد ہوا ہے، دنیا کا کونسا قانون ہے جس میں اجرتی قاتل کو سزا نہیں دی جاتی۔

جسم اگر محض آلہ کار ہے تو جہنم کی جسمانی سزا کا کیا جواز پیش کیا جائے گا

اور اگر مادی جسم کو بالکل ہی تابع مہمل قرار دیکر محض آلۂ قتل کی حیثیت دی جاتی ہے اور اس طرح برزخی زندگی میں عقوبت و سزا سے بچا لیا جاتا ہے تو قیامت کے بعد دخول جہنم کی حالت میں بے شمار قرآنی آیات سے جسمانی سزا کا جو ثبوت مل رہا ہے ان جسمانی سزاؤں کو کس طرح قرین انصاف قرار دیا جائے گا؟ مثلاً سورۂ نساء آیت نمبر ۵۶ میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا. کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ "بے شک جو منکر ہوئے ہماری آیتوں سے ان کو ہم ڈالیں گے آگ میں جس وقت جل جائیگی کھال ان کی تو ہم بدل دیں گے ان کو اور کھال تاکہ چکھتے رہیں عذاب" دخول جہنم کے بعد یہ سزا اسی جسم کو دی جارہی ہے بلکہ مسلسل دی جارہی ہے جو علامہ ندوی کے نزدیک بالکل بے قصور، تابع مہمل اور محض آلۂ قتل کے مانند ہے، پھر سورۂ یونس کی آیت نمبر ۴ میں ارشاد ہے وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ "اور جو کافر ہوئے ان کو پینا ہے کھولتا پانی اور عذاب ہے دردناک اس لئے کہ کفر کرتے تھے" اسی طرح سورۂ الحج آیات نمبر ۱۹، ۲۰، ۲۱

فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ، يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَ الْجُلُودُ وَ لَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ سو جو منکر ہوئے ان کیلئے قطع کرتے ہیں کپڑے آگ کے، ڈالتے ہیں ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی، گل کر نکل جاتا ہے اس سے جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اور کال بھی اور ان کے واسطے ہتھوڑے ہیں لوہے کے" پھر سورہ والصفت آیات نمبر ۶۶، ۶۷، ۶۸ میں دوزخیوں کی غذا شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ سے دیئے جانے کے بیان میں بتایا گیا ہے فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيْمٍ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ "سو وہ کھائیں گے اسمیں سے پھر بھریں گے اس سے پیٹ پھر ان کے واسطے اس کے اوپر ملونی ہے جلتے پانی کی، پھر ان کو پہنچانا آگ کے ڈھیر میں" اسی طرح سورہ المومن آیت نمبر ۷۱، ۷۲ میں ارشاد ہورہا ہے اِذِ الْاَغْلٰلُ فِىْ اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلٰسِلُ يُسْحَبُوْنَ فِى الْحَمِيْمِ، ثُمَّ فِى النَّارِ يُسْجَرُوْنَ جب طوق پڑیں ان کی گردنوں میں اور زنجیریں بھی، گھسیٹے جائیں جلتے پانی میں، پھر آگ میں ان کو جھونک دیں" نیز سورۃ الواقعہ آیات نمبر ۵۱ تا ۵۶ میں اہل جہنم کے اکل و شرب کا ذکر ان الفاظ میں کیا جارہا ہے لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ فَشَارِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ البتہ کھاؤ گے ایک درخت زقوم سے، پھر بھرو گے اس سے پیٹ، پھر پئیں گے اسپر جلتا پانی، پھر پیو گے جیسے پئیں اونٹ تونسے ہوئے، یہ مہمانی ہے ان کی انصاف کے دن" پھر سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۳۰ تا ۳۲ میں دوزخیوں کی ذلت و رسوائی کا یہ نقشہ پیش کیا گیا ہے خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِىْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ "اسکو پکڑو پھر طوق ڈالو، پھر اس کو آگ کے ڈھیر میں ڈالو، پھر ایک زنجیر میں جس کا

طول ستر گز ہے اسکو جکڑ دو"۔

مجرد روح کی تعذیب یا مثالی جسم کو عذاب دیئے جانے کے قائل حضرات سے سوال. کیا جاسکتا ہے کہ قیامت کے دن منکرین کو (۱) آگ میں ڈالنے (۲) ان کی کھالوں کو بار بار جلانے (۳) کھولتا ہوا پانی پلانے (۴) آگ سے تراشا ہوا لباس پہنانے (۵) سروں پر ایسا کھولتا ہوا پانی ڈالنے جس سے آنتیں باہر نکل آئیں (۶) ان کے سروں پر لوہے کے ہتھوڑے مارنے (۷) بطور غذا زقوم کا پھل کھلانے (۸) پھر آگ کے ڈھیر میں ڈالنے (۹) گلوں میں طوق پہنانے (۱۰) پھر ان کو پکڑنے اور ستر ستر گز لمبی زنجیروں میں جکڑنے اور آگ کے دہکتے ہوئے الاؤ میں ڈالنے کی یہ تمام سزائیں مجرد روح اور کسی مثالی پیکر کو دی جارہی ہیں یا یہ تمام معاملات انسان کے حقیقی جسم و روح کے ساتھ پیش آرہے ہیں۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ روح و جسم دونوں کے ساتھ ہورہا ہے اور از روئے انصاف ہونا بھی یہی چاہیئے کہ جن دونوں کی ملی بھگت سے جرائم و معاصی کا صدور ہوا ہے ان دونوں ہی کو ایک ساتھ اور مساوی درجے کی سزا دی جائے مگر جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ جسم تو محض آلہ کار یا تابع مہمل شے ہے جرم و معصیت کی ترغیب دینے والا اصل مجرم تو نفس انسانی ہے انہیں غور کرنا چاہیئے کہ پیش کردہ آیات کی رو سے سزا بھگتنے کے عمل میں اگرچہ مادی جسم کے ساتھ روح بھی شریک ہے مگر قرآن کی کسی ایک آیت میں بھی مجرد روح یا نفس سے خطاب نہیں ہے بلکہ مجسم انسان سے خطاب ہے (جو جسم و روح کے مجموعے کا نام ہے) کہ آؤ اور ان سزاؤں کو بھگتو اور سزا بھی محض روح کو نہیں بلکہ جسم و روح دونوں کو دی جارہی ہے بلکہ بظاہر نظر جسم ہی کو دی جارہی ہے اندریں صورت جو حضرات یہ کہہ رہے ہیں کہ ارتکاب معاصی میں جسم تو محض تابع مہمل ہے جس نے جرم یا عمل معصیت نفس (روح) کی ترغیب پر کیا ہے وہ جسموں کو دی جانے والی ان سزاؤں کے جواز اور قرین انصاف ہونے کی کیا تاویل پیش کریں گے؟ کیونکہ ان تمام سزاؤں میں اگرچہ احساس اذیت کی حد تک روح بھی شریک ہے

مگر بظاہر نظر یہ ساری سزائیں بقول علامہ ندوی اس بے قصور جسم ہی کو دی جارہی ہیں جس سے ہر عمل تقصیر نفس کی ترغیب و تلقین پر سرزد ہوا ہے۔

بعث بعد الموت پر آیات قرآنی سے مزید شواہد

منکرین حق جو زندگی بھر اسلامی تعلیمات کو جھٹلاتے رہے جب وہ دوزخ کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے تو کہیں گے فَقَالُوا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَ لَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَ نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الانعام ۲۷) "پس کہیں گے اے کاش ہم پھر بھیج دیئے جائیں (دنیا میں) اور ہم نہ جھٹلائیں اپنے رب کی آیتوں کو اور ہم ہوجائیں ایمان والوں میں" حالانکہ یہ لوگ اب عذاب الٰہی کو آنکھوں سے دیکھ کر تو دنیا میں واپس جا کر اللہ کی آیتوں کو نہ جھٹلانے اور مومن ہونے کی خواہش کا اظہار کر رہے ہیں مگر اس سے پہلے دنیوی زندگی میں دوبارہ زندہ کئے جانے پر قطعی یقین نہ رکھتے تھے اور کہا کرتے تھے وَ قَالُوا اِنْ هِیَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ (الانعام ۲۹) "اور کہتے ہیں ہمارے لئے زندگی نہیں مگر یہی دنیا کی (زندگی) اور ہم کو پھر نہیں زندہ ہونا" مردہ زمین کو از سر نو حیات تازہ بخشنے اور خشک جھلسے ہوئے درختوں پر ترو تازہ پھل پیدا کرنے کی مثال کے ذریعہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے عمل کی تصدیق اس طرح کی جارہی ہے حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (الاعراف ۵۷)

"یہاں تک کہ وہ ہوائیں جب اٹھالاتی ہیں بھاری بادلوں کو تو ہانک دیتے ہیں، ہم اس بادل کو ایک مردہ شہر کی طرف، پھر ہم اتارتے ہیں اس بادل سے پانی، پھر اس سے نکالتے ہیں سب طرح کے پھل، اسی طرح ہم نکالیں گے مردوں کو تاکہ تم غور کرو"

نیز الرعد کی یہ آیت ملاحظہ ہو۔

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرَابًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ. اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ، وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ. (الرعد ۵)

"اور اگر تو (کوئی) عجب بات (سننا) چاہے تو عجب ہے ان کا (یہ) کہنا کہ کیا جب ہو گئے ہم مٹی، کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے؟ وہی ہیں جو منکر ہو گئے اپنے رب سے، اور وہی ہیں کہ طوق ہیں ان کی گردنوں میں اور وہ ہیں دوزخ والے، وہ اسی میں رہیں گے ہمیشہ"۔

اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ منکرین کی طرف سے بعث بعد الموت اور خلق جدید پر ان کی غیر یقینی کیفیت کو انتہائی تعجب کی بات قرار دے رہے ہیں کہ اس سے عجب بات کیا ہو گی کہ جس نے اول بار کسی چیز کو پیدا کیا ہو وہ اسی شے کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہ ہو، اسی آیت میں دوسرا یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ جب منکرین یہ کہتے ہیں کہ "کیا جب ہم مٹی میں مل کر خود بھی مٹی ہو جائیں گے تو ہم پھر نئے سر سے بنائے جائیں گے" تو حق تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ "نہیں تم مٹی میں مل کر فنا نہیں ہو گے بلکہ تم تو اپنی (برزخی) قبروں میں صحیح سلامت رہو گے اور نکیرین کی طرف سے کئے گئے سوالوں کے جواب بھی دو گے؟ بلکہ یہاں ان کے اس اعتراض کو در خور اعتنا ہی نہیں سمجھا گیا بلکہ یہ کہہ کر بات ختم کر دی گئی کہ یہ لوگ منکرین حق ہیں اس کی پاداش میں طوق در گلو ہیں اور یہ لوگ جہنمی ہیں جن کا مستقل ٹھکانہ بھی یہی ہے چونکہ منکرین کے اس لغو و بیہودہ اعتراض کا جواب متعدد بار مردہ زمین کو دوبارہ نئی زندگی دینے کی مثال سے دیا جا چکا ہے اس لئے یہاں اس کے اعادہ کی چنداں ضرورت بھی نہیں تھی۔ لیکن حق تعالیٰ نے یہاں بھی اور دیگر متعدد آیات میں کسی ایک جگہ بھی مرنے کے بعد مٹی میں مل کر فنا ہونے کے خیال کی تردید نہیں فرمائی

بلکہ ہر مقام پر خلق جدید ہی پر اصرار فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے بعد فنا کا عمل یقینی طور پر جاری ہوگا اور قیامت کے دن تمام مردوں کو از سر نو زندگی دی جائیگی۔ پھر سورہ بنی اسرائیل میں اس اعتراض کا جواب بھی دیدیا گیا کہ اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ وَ جَعَلَ لَھُمْ اَجَلًا لَّارَیْبَ فِیْہِ (۹۹) "کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے بنائے آسمان اور زمین وہ بنا سکتا ہے ایسوں کو اور مقرر کردیا ہے ان کے واسطے بلاشبہ ایک وقت" یہ جواب بھی منکرین کے اسی اعتراض کے جواب میں دیا گیا ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ کیا جب ہماری ہڈیاں تک چور چور ہوجائیں گی تو ہم دوبارہ از سر نو بنا کر اٹھائے جائیں گے"۔ (بنی اسرائیل ۹۹)

عذاب آخرت

خلق جدید اور اس کے بعد عذاب آخرت کے موضوع پر ایک دو نہیں بے شمار قرآنی آیات پیش کی جا سکتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی تیسری زندگی (برزخ و قبر) میں عمل تعذیب کا سرے سے کوئی تصور ہی نہیں۔ جو بھی عذاب یا جزا و سزا ہوگی وہ قیامت کے دن وزن اعمال اور حساب و کتاب سے فراغت کے بعد ہوگی اور اسی دن کی نسبت سے حق تعالی نے اپنے آپ کو **ملک** یوم الدین یعنی انصاف کے دن کا مالک فرمایا ہے۔ اگر کسی ذہن میں کوئی شبہ اب بھی باقی رہ گیا ہے تو وہ آخر کتاب میں آیات قرآنی کا مطالعہ فرمائیں۔

سمجھنے اور غور کرنے کی بات ہے کہ دنیا و آخرت کے عذاب و ثواب اور جزا و سزا کے بارے میں قرآن پاک کی ایک دو نہیں صدہا آیات موجود ہیں جن میں بار بار اس ایک مضمون ہی کو دہرایا گیا ہے۔ اگر کسی درمیانی زندگی میں بھی عذاب و ثواب کی

کوئی حقیقت ہوتی تو کیا اس کا تذکرہ نہ کیا جاتا؟ تو جس بات کو قرآن کریم میں کہیں اشارتاً بھی نہیں ذکر کیا گیا اس کو محض چند ضعیف و موضوع یا اخبار احاد و مستفیض روایات کی بنا پر دینی عقیدہ قرار دے لینا(۱) اور اس کو کھینچ تان کر قرآنی آیات سے زبردستی ثابت کرنے کی کوشش کرنا کیا ضروری ہے؟ پھر جن معدودے چند قرآنی آیات سے استناد و استشہاد کی ناکام کوشش کی گئی ہے ہم ان کے بارے میں بصراحت بیان کر چکے ہیں کہ ان آیات میں جس عمل تعذیب کا ذکر ہے اسکا برزخی زندگی سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ سب کی سب اخروی زندگی ہی سے تعلق رکھتی ہیں۔

برزخ اور برزخی زندگی کے بارے میں قرآنی آیات کے حوالہ سے ان کے عدم اثبات کے جو دلائل ہم نے پیش کئے ہیں، علامہ اسلم جیراجپوری نے بھی اپنی کتاب "تعلیمات قرآنی" میں "عالم برزخ" کے عنوان کے تحت قرآن ہی سے ان کی حرف بحرف تائید کی ہے جسے ہم ان کی کتاب سے نقل کر رہے ہیں تاکہ قارئین علامہ مرحوم کے تائیدی دلائل کو خود ان کی تحریر میں مطالعہ کر سکیں۔

عالم برزخ

برزخ فارسی لفظ پردہ ہے جس کے معنی آڑ کے ہیں۔

حَتّٰى اِذَا جَاءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَّرَائِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۰ ۰ ۲۳/۱۰۰

"یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آتی ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب

(۱) بقول علامہ سید سلیمان ندوی جن پر اصولاً کسی دینی عقیدہ کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔

مجھے واپس بھیج دے تاکہ جو کچھ میں چھوڑ آیا ہوں اس میں اچھے کام کروں ہرگز نہیں، یہ تو ایک بات ہے جس کو وہ کہے گا۔ اور انکے آگے جس دن تک وہ اٹھائے جائیں گے برزخ ہے"۔

عالم برزخ عالم ممات ہے جس میں کسی قسم کا شعور اور احساس نہیں

وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ۱۶/۲۰. اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَّ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۱۶/۲۱.

اور جن کو وہ اللہ کے ماسوا پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرسکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں، اور (اتنی بھی) خبر نہیں رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

مردے سنتے نہیں ہیں

وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۳۵/۱۳. اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۳۵/۱۴. اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۷/۱۹۴. اَ لَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۷/۱۹۵. اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ وَ الْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ

يُرْجَعُوْنَ ٦/٣٦. فَاِنَّكَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰى ٣٠/٥٢. وَ مَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ ٣٥/٢٢.

"اور اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں، اگر تم ان کو پکارو گے تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے، اور جو سنتے بھی تو جواب نہ دیتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے انکار کردیں گے"۔ 35/14 وہ لوگ جن کو اللہ کے سوا تم پکارتے ہو تمہارے ہی جیسے بندے ہیں، ان کو پکارو، اگر تم سچے ہو تو وہ تمہاری فریاد کو پہنچیں، ۱۹۴/۷ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں، یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں، یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں، یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں۔ ۱۹۵/۷ جواب تو وہی دیتے ہیں جو سنتے ہیں اور مردے سو اللہ ان کو اٹھائے گا اور وہ اسی کی طرف پلٹائے جائیں گے۔ ۶/۳۶ تو مردوں کو نہیں سنا سکتا۔ ۳۰/۵۲ اور تو ان کو نہیں سنا سکتا جو قبروں میں ہیں"۔ ۳۵/۲۲

مردے غافل ہیں ان کو کسی بات کی خبر نہیں

وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُوْنَ ٤٦/٥. وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِيْنَ ٤٦/٦.

وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَ شُرَكَاؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَ قَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ١٠/٢٨.

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِيْنَ

۱۰/۲۹ .

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِیْ بِهٖ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَا دُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ وَ اَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۵/۱۱۷.

"اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک بھی اس کو جواب نہیں دینے کے اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں" ۵/۴۱ "اور جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوجائیں گے اور ان کی پرستش سے انکار کردیں گے"۔ ۶/۴۶

"اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے تو مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور جن کو تم نے (ہمارا) شریک بنایا ہے اپنی اپنی جگہوں پر ٹھہر جاؤ۔ پھر ہم ان کے تعلق کو توڑ دیں گے اور انکے شرکاء کہیں گے تم تو ہم کو نہیں پوجتے تھے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے کہ ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے۔ ۱۰/۲۸۔ ۱۰/۲۹

"(عیسیٰ نے جواب میں کہا) کہ میں نے ان سے نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھ کو حکم دیا تھا کہ تم اللہ کو پوجو جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے اور میں ان کے اوپر گواہ تھا جب تک کہ ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو خود ان کے اوپر نگران تھا اور تو ہر شے پر نگران ہے"۔ ۵/۱۱۷

حیات شہداء (مقتولین فی سبیل اللہ)

شہیدوں کو جان نکلنے کے ساتھ ہی حیات اخروی مل جاتی ہے اور وہ برزخ میں

نہیں رکھے جاتے۔ بلکہ اپنے رب کی حضوری (عند ربھم) میں رہتے ہیں جہاں ان کو روزی ملتی ہے۔

وَ لَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۳/۱۶۹.

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مقتول ہوئے انکو مردہ ہرگز نہ خیال کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور روزی پاتے ہیں۔

یہ حضوری شہیدوں کے سوا اور کسی کو نصیب نہیں۔(۱)

ایک شہید کا واقعہ

سورۂ یٰسین کے دوسرے رکوع میں اللہ نے ان رسولوں کا قصہ بیان فرمایا ہے جو ایک بستی میں ہدایت کیلئے بھیجے گئے تھے۔ بستی والوں نے ان کو جھٹلایا اور سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔ یہ سن کر اسی بستی کے ایک شخص نے جو حق پسند تھا رسولوں کی حمایت میں تقریر کرنی شروع کی، اور کہا کہ ان کی سچائی تو اسی سے ظاہر ہے کہ تم سے کسی اجر کے طالب نہیں ہیں، اس لئے ان کی بات مانو۔ ساتھ ہی اس نے اپنے ایمان کا بھی اعلان کیا۔ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۳۶/۲۵ "میں بے شک تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں تم سن رکھو"۔ اس کی قوم نے یہ سنتے ہی اس کو قتل

---

(۱) یہ حقیقت بھی غور کے قابل ہے کہ انتقال کے بعد شہداء کی حیات کی قرآن تصریح کرتا ہے کہ وہ زندہ ہیں مردہ نہیں ہیں مگر انبیاء کرام کی حیات برزخیہ کے متعلق جنکا درجہ شہدا سے کہیں اعلیٰ و افضل ہے بالکل خاموش ہے بلکہ سب سے بڑے نبی کے متعلق یہ ہے اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ بیشک تو بھی مرنے والا ہے اور یہ کفار بھی مرنے والے ہیں پھر قیامت کے دن تم اپنے رب کی حضوری میں جھگڑا پیش کرو گے۔

کرڈالا۔ اللہ فرماتا ہے۔

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ(۱) قَالَ يَالَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ۳۶/۲۶. بِمَا غَفَرَلِي رَبِّي وَ جَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ۳۶/۳۵. وَ مَا اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَ مَا كُنَّا مُنْزِلِينَ ۳۶/۲۸. اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خَامِدُوْنَ ۳۶/۲۹.

"اس سے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو۔ بولا کہ کاش میری قوم جانتی کہ میرے رب نے مجھ کو بخش دیا اور نوازے ہوئے لوگوں میں شامل کیا اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر آسمان سے کوئی فوج نہیں اتاری اور نہ ہم اتارا کرتے ہیں۔ وہ تو بس ایک چیخ ہوئی اور سب کے سب ٹھنڈے ہوگئے"۔

شہیدوں کو مردہ کہنے کی بھی ممانعت ہے۔

وَ لَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّ لٰكِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ ۲/۱۵۴

"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم کو پتہ نہیں ہے"۔

موت اور قیامت میں فصل زمانی نہیں ہے

زمانہ ایک اعتباری شے ہے، مردوں کیلئے نہ احساس ہے نہ زمانہ، اس لئے موت اور قیامت کی سرحدیں بالکل ملی ہوئی ہیں جو مرا گویا اس کی قیامت آگئی۔ چنانچہ کافر

---

(۱) جنت کے لفظ سے عند ربہم کی تفسیر ہوجاتی ہے جو آیت ۳/۱۶۹ میں ہے۔

جب قبروں سے اٹھائے جائیں گے گھبرا کر کہنے لگیں گے۔ یٰا وَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۳۶/۵۲. اے ہماری کمبختی کس نے ہم کو ہماری خواب گاہ سے اٹھا دیا؟ یعنی وہ ابھی تک اپنے آپ کو اپنی خواب گاہ ہی میں سمجھ رہے ہیں جہاں مرض الموت میں موت کی نیند میں سوئے تھے۔

وَ یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ یَتَعَارَفُوْنَ بَیْنَهُمْ ۱۰/۴۵. كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۴۶/۳۵.

"اور جس دن اللہ ان کو جمع کرے گا وہ خیال کریں گے کہ دن کی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے آپس میں پہچانتے ہوں گے" ۱۰/۴۵ "جس دن دیکھ لیں گے اس (قیامت) کو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو انکو ایسا معلوم ہو گا کہ وہ نہیں رہے مگر دن کی ایک گھڑی"۔ ۴۶/۳۵

مجرم بھی یہی کہیں گے اور قسم کھا کر کہیں گے۔

وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ۳۰/۵۵. وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ(۱) كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ. فَهٰذَا یَوْمُ

---

(۱) بَعْث فِی كِتٰبِ اللّٰهِ سے مراد عالم برزخ کی مدت ہے جس کی بابت دن کی ایک گھڑی سے زیادہ لوگ گمان کریں گے اور بَعْث فِی الْاَرْضِ سے مراد حیات کی مدت ہے اس کا بھی قیامت کے دن سوال ہو گا اس کو کوئی ایک دن کہے گا کوئی اس سے بھی کم اور کوئی دس دن خیال کرے گا۔ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِیْنَ ۲۳/۱۱۰ قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ۲۳/۱۱۱ "اللہ پوچھے گا زمین میں کتنے سال رہے تم۔ لوگ کہیں گے ایک دن یا اس سے بھی کم"۔ یَتَخَافَتُوْنَ بَیْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۲۰/۱۰۳ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِیْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا یَوْمًا ۲۰/۱۰۴ "وہ آپس میں چپکے چپکے کہیں گے تم

الْبَعْثِ وَ لٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ ٥٦/ ٣٠.

"اور جس دن قیامت قائم ہو گی اس دن مجرم قسم کھائیں گے کہ وہ ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے اسی طرح وہ گمراہ کئے جاتے تھے اور وہ لوگ جن کو علم اور ایمان دیا گیا ہے کہیں گے کہ تم اللہ کے نوشتہ میں رہے قیامت کے دن تک سو یہ قیامت کا دن ہے مگر تم نہیں جانتے تھے"۔

عذاب و ثواب برزخ

جمہور مسلمان عذاب و ثواب برزخ کے قائل ہیں اور حدیثوں کے علاوہ مندرجہ ذیل آیات سے اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں(۱)۔

نہیں رہے مگر دس دن ہم بہتر جانتے ہیں جو وہ کہیں گے ان میں جو سب سے زیادہ صحیح راہ پر ہو گا وہ کہے گا کہ تم نہیں رہے مگر ایک دن"۔

(۱) چونکہ اس سے پہلے قرآنی آیات سے تین باتیں ثابت ہو چکی ہیں۔ (۱) انسان کیلئے دو ہی زندگیاں ہیں اور دو ہی موتیں، پہلی زندگی یہ دنیاوی زندگی ہے اور دوسری زندگی حشر کے دن ملے گی قبر میں زندگی نہیں۔ (۲) عالم برزخ عالم ممات ہے جس میں نہ کسی قسم کا شعور ہے نہ حیات کا کوئی شائبہ (۳) مردوں کو چونکہ احساس نہیں ہے اس لئے ان پر زمانہ بھی نہیں گزرتا ان کی موت کا دن ہی گویا ان کی قیامت کا دن ہے۔ اس لیے بعض لوگ عذاب و ثواب قبر کے قائل نہیں۔ آیات جو اس کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں ان کے نزدیک عذاب و ثواب آخرت سے متعلق ہیں نہ کہ برزخ سے چنانچہ پہلی آیت ۱۶/۳۲ میں دار آخرت کی تصریح موجود ہے۔ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ وَ لَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ١٦/ ٣٠، ٣١، ٣٢ "اور بیشک آخرت کا گھر بہتر ہے اور کیا اچھا گھر ہے پرہیز گاروں کے رہنے کے باغات میں وہ داخل ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں جو کچھ وہ چاہیں گے ان کے لیے ہے اسی طرح اللہ پرہیز گاروں کو بدلہ دے گا جن کو فرشتے اس حالت میں وفات دیتے ہیں جبکہ وہ پاک ہوتے ہیں اور کہتے ہیں سلامتی ہو تم پر اپنے اعمال کے بدلہ میں جنت میں داخل ہو"

الَّذِينَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ١٦/٣٢ .

جن کو فرشتے اس حالت میں وفات دیتے ہیں کہ وہ (گناہوں سے) پاک ہوتے ہیں۔ ان سے کہتے ہیں کہ سلامتی ہو تمہارے اوپر تم جنت میں داخل ہو ان کاموں کے عوض میں جو تم کرتے تھے۔

سورہ زمر میں قیامت کے دن کے فیصلہ کے بعد پرہیز گاروں کے اسی ثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔ وَ سِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ٣٦/٧٢ "اور وہ جو اپنے رب سے ڈرتے تھے جنت کی طرف گروہ در گروہ لائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ جب اس کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جنت کے پاسبان ان سے کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو تم پاک ہونے اس میں جاکر سدا رہو" اسی طرح دوسری آیت ۴۰/۴۶ بھی عالم اخروی کے عذاب کے متعلق ہے کیونکہ کفار جن میں آل فرعون بھی ہیں ان کی پیشی آگ پر قیامت ہی میں ہوگی۔ وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا ٣٦/ ٢٠ "اور جس دن کفار آگ پر پیش کئے جائیں گے ان سے کہا جائیگا کہ تم اپنی لذتیں اپنی دنیاوی زندگی میں اٹھا چکے" سورہ ہود میں تصریح ہے کہ آل فرعون قیامت کے ہی دن آگ میں داخل ہوں گے۔ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ١١/٩٨ "فرعون اپنی قوم کے آگے آنے گا قیامت کے دن اور ان کو آگ میں اتارے گا" تیسری آیت ۶/۹۳، ۹۴ کے الیوم کے لفظ سے نکالا گیا ہے کہ آج یعنی موت کے دن تم کو سزا ملیگی۔ مگر جب یہ ثابت ہوچکا ہے کہ برزخ غیر زمانی ہے اور موت و حیات میں فصل نہیں تو یہ الیوم بعینہٖ قیامت کا دن ہے چنانچہ خود اسی آیت میں "اول مرۃ" کا لفظ ظاہر کردیتا ہے کہ یہ پرسش دوسری زندگی میں ہوگی علاوہ بریں دوسری آیت جس میں انہی ظالموں کی اسی سزا کا ذکر ہے اس میں قیامت کی تصریح ہے ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَ يَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَ السُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ ١٦/٢٧، ٢٨ "پھر اللہ ان کو قیامت کے دن رسوا کرے گا اور پوچھے گا کہ میرے وہ شرکاء کہاں ہیں جن کے بارے میں تم مخالفت کرتے تھے جن کو علم دیا گیا ہے وہ کہیں گے کہ آج کے دن رسوائی اور برائی ان کافروں پر ہے جنکی جانیں فرشتوں نے اس حالت میں قبض کی ہیں جبکہ وہ ان پر ظلم کررہے تھے"۔

وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اُدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۴۲/۴۰

اور آل فرعون کو برے عذاب آگ نے گھیر لیا جس پر وہ صبح اور شام پیش کیے جاتے ہیں اور قیامت کے دن (کہا جائیگا کہ) آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔

وَ لَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۹۳/ ۶. وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ وَ مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۶/۹۴

"اور کاش تو دیکھتا جب یہ ظالم موت کی بیہوشی میں ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے (کہتے ہیں) کہ اپنی جانیں نکالو آج کے دن تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس لئے کہ تم اللہ پر جھوٹ بولتے تھے اور اس کی آیتوں سے اکڑتے تھے اور تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا کہ ہم نے تمکو پہلی بار پیدا کیا تھا، اور جو کچھ ہم نے تمکو دیا تھا اس کو پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جنکی نسبت تمہارا زعم تھا کہ وہ تمہارے امور میں ہمارے شریک ہیں"۔

بقاء روح بعد از موت

خود مرنے والوں کے لئے برزخ اگرچہ غیر زمانی ہے لیکن زندوں کے نزدیک تو وہ ایک زمانہ دراز تک ہے، کیا اس زمانہ میں روح باقی رہتی ہے۔

وَ لَوْ تَرٰی اِذِ الظَّالِمُوْنَ فِیْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْا اَیْدِیْھِمْ اَخْرِجُوْا اَنْفُسَکُمْ ۶/۹۳.

"اور کاش تو دیکھتا جب یہ ظالم موت کے سکرات میں ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں کہ اپنی جانیں نکال دو"۔

جان ایک شے ہے جو نکالی جاتی ہے اور پھر حشر کے دن جسم میں ڈالی جائے گی۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۸۱/۷ اور جب جانوں کا (جسموں سے) جوڑا ملایا جائے گا۔ لیکن اس کے بقاء کی کیفیت اور تفصیل اب تک قرآن سے سمجھ میں نہیں آسکی ہے۔

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَ یُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۳۹/۴۲.

"اللہ جانوں کو موت کے وقت قبض کرلیتا ہے اور جس کی موت نہیں آئی ہے اسکو نیند میں سو جسکے اوپر موت کا فیصلہ کرچکا ہے اسکو روک لیتا ہے اور دوسری کو ایک مدت معینہ کے لئے چھوڑ دیتا ہے"۔

یہی ایک آیت ہے جس سے بقائے روح ثابت کی گئی ہے۔ لیکن ابھی ایک اہم سوال باقی ہے کہ کیا نفس اور روح دونوں ایک ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ارواح عالم امر سے ہیں جن کے متعلق زیادہ علم نہیں دیا گیا ہے۔ قرآن میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ مرنے کے بعد انکا علم اللہ کے نوشتہ میں ہے۔

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ۲۰/۵۱. قَالَ عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ کِتَابٍ ۲۰/۵۲. لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ۳۰/۵۶.

فرعون نے کہا کہ اگلی نسلوں کا کیا حال ہے۔ ۲۰/۵۱ موسی نے کہا کہ انکا علم میرے رب کے پاس کتاب میں ہے۔ ۲۰/۵۲ تم اللہ کے نوشتہ میں رہے قیامت تک۔ ۵۶/۳۰

گنہگاروں کا اندراج سجین میں اور نیکو کاروں کا اندراج علیین میں ہوتا ہے۔

كَلَّا اِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۸۳/۷. وَ مَا اَدْرَاكَ مَا سِجِّيْنٌ ۸۳/۸. كِتَابٌ مَرْقُوْمٌ ۸۳/۹.

سنو! بدکاروں کا اندراج سجین میں ہے اور تم کیا سمجھے کہ سجین کیا ہے۔ ایک لکھی ہوئی کتاب۔

كَلَّا اِنَّ كِتَابَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۸۳/۱۸. وَ مَا اَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۸۳/۱۹. كِتَابٌ مَرْقُوْمٌ ۸۳/۲۰. يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۸۳/۲۱

سنو! نیکو کاروں کا اندراج علیین میں ہے اور تم کیا سمجھے کہ علیین کیا ہے۔ ایک لکھی ہوئی کتاب جس پر مقرب (فرشتے) تعینات ہیں۔

علامات ساعت

پہلی بار جب صور پھونکا جائے گا تو دنیا کے سارے جاندار مرجائیں گے پھر جب دوبارہ پھونکا جائے گا تو کل مردے اٹھ کھڑے ہوں گے ان دونوں میں فرق کرنے کے لئے نفخ صور اول کا نام ساعت اور دوم کا قیامت رکھ لیا گیا ہے۔

(تعلیمات قرآن از علامہ اسلم جیراجپوری ص ۱۹۱ تا ص ۱۹۷)

استدراک

دنیا و آخرت کی دو زندگیوں دو موتوں، بعث بعد الموت، خلق جدید پر منکرین کے اعتراضات اور ان کے جوابات، برزخی زندگی کے عدم اثبات، عذاب دنیا و آخرت کے بیان، یوم حساب یعنی قیامت کے دن جزاء و سزا کے فیصلے کا اعلان اور آخرت میں عذاب اکبر و اشق کے حوالہ سے جو بے شمار آیات قرآنی پیش کی گئی ہیں ان میں سے کسی ایک آیت میں بھی برزخی زندگی اور اس میں جزاء و سزا یا عذاب و ثواب کا کوئی بعید ترین اشارہ بھی نہیں ہے، سورۂ ابراہیم کی جس آیت سے عذاب قبر کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے تو یہ کوشش بھی پیش کردہ دلائل کے بعد بادر ہوا ثابت ہو چکی ہے۔

دنیا و آخرت کے عذاب کے سلسلے میں جتنی آیات قرآنی پیش کی گئی ہیں ان سے کہیں زیادہ تعداد میں مزید آیات پیش کی جا سکتی ہیں(۱)، ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن کریم کی کسی بھی آیت سے عذاب قبر و برزخ کا اثبات ممکن نہیں ہے۔

خلق جدید کا عملی مظاہرہ اللہ کے ایک برگزیدہ بندہ کے واقعے میں سامنے آچکا ہے جس میں تین مختلف صورتیں پیش کی گئی ہیں، (۱) ان کے گدھے پر فناء کلی طاری کردی گئی وہ بالکل خاک کا ڈھیر بن گیا، پھر اس کے مردہ ڈھانچے پر دوبارہ گوشت و پوست چڑھایا گیا اور وہ آن کی آن میں صحیح و سالم ہو کر کھڑا ہو گیا۔ (۲) کھانے اور پانی پر فضائی تغیرات یا موسمی تبدیلیوں کا مطلق اثر نہیں ہوا، یہ دونوں چیزیں جوں کی توں اپنی اصل حالت پر برقرار رہیں۔ (۳) اللہ کے اس بندہ پر جسمانی سلامتی کے ساتھ صد سالہ موت بشکل نوم یا صد سالہ کیفیت نوم بصورت موت طاری رہی، اور وہ بھی زندہ سلامت اٹھ کھڑے ہوئے، غرض اس طرح حق تعالیٰ نے دکھا دیا کہ اس کیلئے ان میں سے

---

(۱) جبکہ کسی دعویٰ کی صداقت ثابت کرنے کیلئے قرآن کریم کی ایک آیت کا حوالہ بھی کافی ہوتا ہے۔

کوئی ایک بات بھی ناممکن یا مشکل نہیں ہے، وہ بغیر تغذیہ کے زندہ رکھ سکتا ہے اور فناء کلی کے بعد دوبارہ پہلی سی زندگی دینے پر بھی قادر ہے و هو علی کل شئ قدیر.

قرآن کریم کی جامع ترین دعاء (رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ) (البقرہ) "اے رب ہمارے دے ہم کو خوبی دنیا میں اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے" پر ہی غور کر لیا جائے تو یہ حقیقت سمجھ میں آجاتی ہے کہ انسانی اعمال کی جزاء و سزا کیلئے دنیا و آخرت کے دو ہی مقام معین ہیں کیونکہ انسانی زندگی بھی انہی دو دائروں کے گرد گھوم رہی ہے، لہذا جن مقامات سے انسانی زندگی کا تعلق ہے انہی دو عالموں میں اسے اچھے برے حالات سے گزارا جائیگا جب کسی تیسرے عالم کا وجود ہی نہیں تو اس میں جزاء و سزا کا تصور بھی بے معنی ہے۔ اس لئے اس دعا میں بھی دنیا و آخرت ہی کے حسنات کو طلب کیا گیا ہے اور عذاب جہنم سے بچنے کی درخواست پیش کی گئی ہے اگر دنیوی زندگی کے بعد عذاب جہنم کے علاوہ کوئی دوسرا عذاب بھی ہوتا تو اس سے بچنے کی درخواست اس جامع دعاء میں ضرور پیش کی جاتی۔

قبر میں نکیرین سے سوال و جواب کے سلسلے میں کہا جاتا ہے کہ مردے کو قبر میں دفن کرنے کے بعد جونہی اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور تدفین کا عمل مکمل ہو جاتا ہے تو دو فرشتے (نکیرین) مرنے والے سے اس کے دین و ایمان کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کا روئے مبارک دکھا کر پوچھتے ہیں کہ بتاؤ یہ کون شخص ہیں؟

یوم الحساب سے پیشتر اس سوال و جواب کو قرآن کی کسی نص قطعی کی تائید کے بغیر باور نہیں کیا جا سکتا کہ تدفین کے بعد اجسام میں روح لوٹا دی جائیگی؟ جہاں تک نکیرین کے سوال و جواب کی مبینہ روایات کا تعلق ہے تو بے شمار آیاتِ قرآنی کے

مقابلے میں (جن میں سے کسی ایک۔ آیت میں اس بات کا کوئی خفیف سا اشارہ بھی نہیں) ان اخبار احاد یا روایات مستفیض کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ قرآن کریم کی صدہا آیات سے یہی ثابت ہے کہ مرنے کے بعد قیامت تک سب انسانوں پر (باستثناء شہداء) فناء کلی طاری رہے گی اور قیامت کے دن ان سب کو دوبارہ زندہ کیا جائیگا۔ جب کہ سورۂ العنکبوت کی آیات نمبر ۱۹، ۲۰ میں ارشاد ہے اَوَ لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ "کیا دیکھتے نہیں کیسے شروع کرتا ہے اللہ پیدائش کو، پھر اس کو دہرائیگا" اور یہ آیت فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَءَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ "پھر دیکھو کیسے شروع کیا پیدائش کو پھر اللہ اٹھائے گا آخری اٹھانا" یہاں ثُمَّ يُعِيْدُهٗ "پھر اس کو (یعنی عمل تخلیق کو) دہرائیگا" اور اگلی آیت میں ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ "پھر اللہ اٹھائیگا آخری اٹھانا" کے فقرات واضح طور پر بتارہے ہیں کہ قیامت کے دن خلق جدید اور دوبارہ اٹھائے جانے کا عمل از سر نو دہرایا جائیگا اور اس سے پیشتر سب پر فناء کلی طاری ہوگی، اسی طرح سورہ یسین میں قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا "ہائے بد بختی ہماری کس نے اٹھادیا ہمیں ہماری خوابگاہ سے" منکرین کا یہ قول ظاہر کررہا ہے کہ وہ اپنی قبروں میں موت کی گہری نیند سوئے تھے اور کسی عذاب قبر میں مبتلا نہ تھے ورنہ دوبارہ زندگی ملنے پر خوش ہونے کے بجائے افسوس کا اظہار ہرگز نہ کرتے۔

اعصار و ادوار کے اعتبار سے مرنے والے پر خواہ کتنی مدت گزر جائے مگر جب قیامت کے دن وہ دوبارہ زندہ ہوگا تو یہی محسوس کریگا گویا ابھی نیند سے بیدار ہوا ہے جیسا کہ سورۂ روم کی آیات نمبر ۵۵، ۵۶ میں بیان کیا گیا ہے۔

موت یا تو فناء کلی کی صورت میں ہوگی یا جسم فنا ہوجائیگا اور روح بحکم الٰہی جہاں سے آئی تھی وہیں لوٹ جائیگی، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ سے بھی یہی متبادر ہوتا ہے اور پھر قیامت کے دن دوبارہ خلق کئے ہوئے جسم میں داخل ہوجائیگی تاکہ جسم و

Presented by ://https://jafrilibrary.com

روح دونوں حساب کتاب، وزن اعمال اور جوابدہی کے مراحل سے گذر کر اپنے دائمی مستقر جنت و دوزخ میں سے کسی ایک مقام پر پہنچ جائیں، درمیانی عرصے یعنی موت سے قیامت تک کے زمانے میں مجرد روح کیلئے کسی علیین و سجین کے مقامات کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر روح امر الٰہی ہے جو نہ مادہ ہے نہ جوہر ہے نہ عرض تو کسی غیر مادی اور غیر مرئی حقیقت غیر مدرکہ کیلئے کوئی محسوس و مشاہد مقام تلاش کرنا محض دور کی کوڑی لانا ہے اور علیین و سجین بھی کسی مقام کا نام نہیں بلکہ یہ دو دفتر ہیں جن میں نیک و بد انسانوں کے اعمال نامے محفوظ ہونگے جیسا کہ سورۂ التطفیف کے حوالہ سے گزر چکا ہے، اسی طرح عالم برزخ بھی کوئی معین مقام نہیں ہے بلکہ ماوراء مشاہدہ و نظر جو بھی ہے وہ برزخ ہے، شہداء کیلئے موت کے بعد زندگی کا اثبات مستثنیات میں سے ہے جو قرآن سے ثابت ہے اور کوئی استثناء مقررہ قواعد وضوابط کی نفی نہیں کرتا۔

دینی عقائد کے بارے میں علامہ سید سلیمان ندوی اور امام اہل سنت علامہ عبد الشکور لکھنوی کی تصریحات کے حوالہ سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ اخبار احاد یا روایات مستفیض کی بنیاد پر کوئی عقیدہ قائم نہیں کیا جاسکتا اور روایات متواترہ کا بجز چند ایک کے حقیقتاً کوئی وجود نہیں ہے، جن روایات کو روایات متواترہ کا نام دیا جاتا ہے وہ فی الحقیقت روایات مستفیض ہیں جن کے راویوں کی کثرت عہد صحابہؓ کے بعد ہوتی ہے لہذا اس مزعومہ عقیدے کے بارے میں جو روایات پیش کی جاتی ہیں وہ یا تو اخبار احاد ہیں یا زیادہ سے زیادہ روایات مستفیض ہیں جو کسی حال میں بھی کسی دینی عقیدے کی بنیاد نہیں بن سکتیں، پھر لاتعداد قرآنی آیات اور ان میں بیان کردہ تصریحات کی موجودگی میں آیات قرآنی سے معارض روایات خواہ کسی درجے کی ہوں قابل قبول نہیں ہوسکتیں۔

هذا ما رأيته و الله اعلم بالصواب

نگہ باز گشت

(۱) مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ "مالک روز جزا کا" (سورہ فاتحہ) (فیصلہ قیامت کے دن اس کے بعد جزا و سزا)

(۲) کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَ کُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ، ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ "کس طرح کافر ہوتے ہو خدا تعالی سے حالانکہ تم بے جان تھے۔ پھر جلایا تم کو پھر مارے گا تم کو پھر جلائے گا تم کو، پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے" (صرف دو زندگیاں صرف دو موتیں، برزخ میں زندگی نہیں)

(۳) اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ، فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا، وَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ. وَ مَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (البقرۃ ۸۵) "تو کیا مانتے ہو بعض کتاب کو اور نہیں مانتے بعض کو سو کوئی سزا نہیں اس کی جو تم میں یہ کام کرتا ہے، مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن پہنچائے جاویں سخت سے سخت عذاب میں اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے" (کتاب اللہ کے بعض حصہ کے کفر کرنیوالوں کیلئے دنیا کی رسوائی اور آخرت میں سخت عذاب برزخ میں نہیں)

(۴) وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَ سَعٰی فِیْ خَرَابِھَا اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَھُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْھَا اِلَّا خَآئِفِیْنَ. لَھُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (البقرۃ ۱۱۴) "اور اس سے بڑا ظالم کون جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں کہ لیا جاوے

وہاں اس کا نام اور کوشش کی اس کے اجاڑنے میں ایسوں کو لائق نہیں کہ داخل ہوں اس میں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے" (مساجد کی توہین اور لوگوں کو ان سے روکنے والوں کیلئے بھی صرف دنیا اور آخرت کے عذاب کی وعید)

(۵) اِذْ تَبَرَّأَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ (البقرة ۱۶۶) "جبکہ بیزار ہو جاویں گے وہ کہ جن کی پیروی کی تھی ان سے کہ جو ان کے پیرو ہوئے تھے اور دیکھیں گے عذاب اور منقطع ہو جائیں گے ان کے سب علاقے" (کافر قیامت کو عذاب دیکھیں گے)

(۶) وَ مِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرة ۲۰۱) "اور کوئی ان میں کہتا ہے اے ہمارے رب دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے" (قرآن میں کہیں بھی عذاب قبر یا عذاب برزخ سے پناہ نہیں مانگی گئی)

(۷) وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرة ۲۱۷) "اور جو کوئی پھرے تم میں سے اپنے دین سے پھر مر جاوے حالت کفر میں ہی تو ایسوں کے ضائع ہوئے عمل دنیا اور آخرت میں اور وہ لوگ رہنے والے ہیں دوزخ میں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے" (یہ آیت کا ٹکڑا ہے پہلے حرام مہینہ میں قتال پھر مسجد حرام سے روکنا اور وہاں سے مسلمانوں کا اخراج۔ اللہ سے کفر اور فتنہ فساد کا ذکر فرمایا پھر ارشاد ہوا کہ جو کوئی مرتد ہوا اور مر جائے تو ایسے لوگوں کی دنیا اور آخرت برباد ہوگی۔ برزخ نہیں)

(۸) اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ.

وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوۡتُ يُخۡرِجُوۡنَهُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ، هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ (البقرة ۲۵۷)

"اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے رفیق ہیں شیطان نکالتے ان کو روشنی سے اندھیروں کی طرف، یہی لوگ ہیں دوزخ میں رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے" (کافر طاغوت کے ساتھی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے یہاں بھی برزخ یا قبر کی سزا کا ذکر نہیں)

(۹) قُلۡ لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا سَتُغۡلَبُوۡنَ وَتُحۡشَرُوۡنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ (آل عمران ۱۲) "کہہ دے کافروں کو کہ اب تم مغلوب ہوگے اور ہانکے جاؤ گے دوزخ کی طرف اور کیا برا ٹھکانا ہے (کافروں کیلئے صرف دنیا اور جہنم کی سزا تیسری کسی جگہ نہ جزا نہ سزا)

(۱۰) اِنَّ الَّذِيۡنَ يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ حَقٍّ وَّيَقۡتُلُوۡنَ الَّذِيۡنَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡقِسۡطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ (آل عمران ۲۱) اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ (آل عمران ۲۲) "جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کے حکموں کا اور قتل کرتے ہیں انبیاء کو ناحق اور قتل کرتے ہیں ان کو جو حکم کرتے ہیں انصاف کا لوگوں میں سے سو خوش خبری سناؤ ان کو دردناک عذاب کی یہی ہیں جن کی محنت ضائع ہوئی دنیا اور آخرت میں کوئی نہیں ان کا مددگار" (صالحین اور انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنے والے بدترین کافروں کیلئے بھی صرف دنیا اور آخرت کا عذاب)

(۱۱) فَاَمَّا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَاُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ (آل عمران ۵۶) "سو وہ لوگ جو کافر ہوئے ان کو عذاب کروں گا سخت عذاب دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں ان کا مددگار"

(کفار کے لئے صرف دنیا اور آخرت کا عذاب، آخر قرآن عذاب برزخ کا ذکر کیوں نہیں کرتا؟)

(۱۲) وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ، وَ هُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آل عمران ۸۵) اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین سو اس سے ہر گز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خراب ہے" (تارک اسلام بھی آخرت میں خاسر برزخ میں نہیں)

(۱۳) يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (آل عمران ۱۰۶) "جس دن کہ سفید ہوں گے بعض منہ اور سیاہ ہوں گے بعضے منہ سو وہ لوگ کہ سیاہ ہوئے منہ ان کے ان سے کہا جائے گا کیا تم کافر ہوگئے ایمان لاکر اب چکھو عذاب بدلہ اس کفر کرنے کا" (پچھلی آیت میں تفرقہ سے منع کیا ہے پھر ساتھ ہی تفرقہ بازوں کو قیامت کے دن سے جہنم کی سزا سنائی جارہی ہے یہاں بھی قیامت سے پہلے کسی قسم کے عذاب کا اشارہ تک نہیں)

(۱۴) كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران ۱۸۵) "ہر جی کو چکھنی ہے موت اور تم کو پورے بدلے ملیں گے قیامت کے دن پھر جو کوئی دور کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں تو اس کا کام بن گیا اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر پونجی دھوکے کی" (یہاں بھی دنیا کی زندگی کو متاع غرور کہہ کر یوم جزا قیامت کو کہا گیا ہے مطلب واضح ہے)

(۱۵) وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (النساء ۱۴) "اور جو کوئی نافرمانی کرے

اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نکل جاوے اس کی حدوں سے ڈالے گا اس کو آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے" (اللہ اور رسول کے نافرمان ہمیشہ کی آگ میں یعنی جہنم میں۔ قبر میں عذاب ہوتا تو عارضی ہوتا، قرآن کریم صرف قیامت کے دن سے منقطع نہ ہونے والے عذاب کا ذکر کرتا ہے۔)

(۱٦) اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا، کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ. اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَزِیْزًا حَکِیْمًا (النساء ۵٦) "بیشک جو منکر ہوئے ہماری آیتوں سے ان کو ہم ڈالیں گے آگ میں جس وقت جل جائیگی کھال ان کی تو ہم بدل دیں گے ان کو اور کھال تاکہ چکھتے رہیں عذاب بیشک اللہ ہے زبردست حکمت والا" (یہ نص قطعی ہے کہ عذاب کیلئے جسم اور کھال کا ہونا ضروری ہے قائلین عذاب برزخ سوچیں روح کی کھال نہیں ہوتی)

(۱۷) اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْا اَوْ یُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (مائده ۳۳) "یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرنے کو کہ قتل کیا جائے ان کو یا سولی چڑھائے جاویں یا کاٹے جاویں ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے یا دور کردیئے جائیں اس جگہ سے یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور آخرت میں بڑا عذاب ہے" (اللہ اور رسول کے باغیوں کو بھی دنیا میں بدترین سزا اور آخرت میں سخت ترین عذاب یہاں بھی کسی تیسری جگہ عذاب کا ذکر نہیں)

(۱۸) وَ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ، لَمْ یَاْتُوْکَ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ

Presented by ://https://jafrilibrary.com

هٰذَا فَخُذُوْہُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْہُ فَاحْذَرُوْا. وَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ فِتْنَتَہٗ فَلَنْ تَمْلِکَ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا. اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَہِّرَ قُلُوْبَہُمْ لَہُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (مائدہ ۴۱) "اور وہ جو یہودی ہیں جاسوسی کرتے ہیں جھوٹ بولنے کیلئے وہ جاسوس ہیں دوسری جماعت کے جو تجھ تک نہیں آئے بدل ڈالتے ہیں بات کو اسکا ٹھکانہ چھوڑ کر کہتے ہیں اگر یہ حکم تم کو ملے تو قبول کر لینا اور اگر یہ حکم نہ ملے تو بچتے رہنا اور جس کو اللہ نے گمراہ کرنا چاہا سو تو اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتا اللہ کے ہاں یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے نہ چاہا کہ دل پاک کرے ان کے ان کو دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے" (منافقین اور یہود کی شرارتوں کے بیان میں بتلایا کہ ان کی شرارتوں سے غم نہ کریں ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے یعنی صرف دو جگہ)

(۱۹) وَ قَالُوْٓا اِنْ ہِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ (الانعام ۲۹) وَ لَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا عَلٰی رَبِّہِمْ قَالَ اَلَیْسَ ہٰذَا بِالْحَقِّ، قَالُوْا بَلٰی وَ رَبِّنَا قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ (الانعام ۳۰) "اور کہتے ہیں ہمارے لیے زندگی نہیں مگر یہی دنیا کی اور ہم کو پھر نہیں زندہ ہونا اور کاش کہ تو دیکھے جس وقت وہ کھڑے کیے جاویں گے اپنے رب کے سامنے فرمائے گا کیا یہ سچ نہیں کہیں گے کیوں نہیں قسم اپنے رب کی فرمائے گا تو چکھو عذاب بدلے میں اپنے کفر کے" (منکرین بعث بعد الموت کو قبر یا برزخ کی بجائے حشر کی پیشی سے ڈرایا جا رہا ہے)

(۲۰) وَ یَوْمَ یَحْشُرُہُمْ جَمِیْعًا یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَکْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وَ قَالَ اَوْلِیٰٓؤُہُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوٰىکُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْہَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ (الانعام ۱۲۸) "اور جس دن جمع

کرے گا ان سب کو فرمائے گا اے جماعت جنات کی تم نے بہت کچھ تابع کر لیے اپنے آدمیوں میں سے اور کہیں گے انکے دوستدار آدمیوں میں سے اے ہمارے رب کام نکالا ہم نے ایک دوسرے سے اور ہم پہنچے اپنے اس وعدے کو جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا فرمائے گا آگ ہے گھر تمہارا رہا کرو گے مگر جب تک چاہے اللہ البتہ تیرا رب حکمۃ والا خبردار ہے (جنات سے تعلقات بنانے والے انسانوں اور خود جنات کو قیامت کے دن سے عذاب)

(۲۱) وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ لِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ. هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (الاعراف ۱۴۷) "اور جنہوں نے جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو برباد ہوئیں ان کی محنتیں وہی بدلہ پائیں گے جو کچھ عمل کرتے تھے" (اللہ کی آیات کا انکار اور آخرت کی ملاقات کا کفر سبب عذاب ہے کیا کہیں کفار نے قبر و برزخ پر بھی اعتراض کیا)

(۲۲) وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا هِیَ حَسْبُهُمْ وَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ (براۃ ۶۸) "وعدہ دیا ہے اللہ نے منافق مرد اور منافق عورتوں کو اور کافروں کو دوزخ کی آگ کا پڑے رہیں گے اس میں وہی بس ہے ان کو اور اللہ نے ان کو پھٹکار دیا اور ان کے لئے عذاب ہے برقرار رہنے والا (اس آیت پر علامہ شبیر احمد عثمانی کا حاشیہ یوں ہے "یعنی یہ ایسی کافی سزا ہے جس کے بعد دوسری سزا کی ضرورت نہیں)

(۲۳) وَ الَّذِیْنَ كَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِیَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا. اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (یونس ۲۷) "اور جنہوں نے کمائی برائیاں بدلہ ملے برائی کا اس کے برابر اور ڈھانک لے گی ان کو رسوائی کوئی نہیں اس کو اللہ سے بچانے والا گویا کہ ڈھانک دیئے گئے ان کے چہرے

اندھیری رات کے ٹکڑوں سے۔ وہ ہیں دوزخ والے وہ اسی میں رہا کریں گے (یہاں گنہ گاروں کا حال بیان کیا گیا اور ان کو بھی ہمیشہ کے عذاب جہنم کی وعید سنائی دیکھ لیں قرآن برزخ یا قبر کے عذاب کا کہیں بھی تذکرہ نہیں کرتا)

(۲۴) قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَتَاكُمْ عَذَابُهٗ بَیَاتًا اَوْ نَهَارًا مَاذَا یَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ (یونس ۵۰) اَ ثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ اٰلْئٰنَ وَ قَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ (یونس ۵۱) ثُمَّ قِیْلَ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ (یونس ۵۲) "تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر آ پہنچے تم پر اسکا عذاب راتوں رات یا دن کو تو کیا کر لیں گے اس سے پہلے گنہ گار۔ کیا پھر جب عذاب واقع ہو چکے گا تو اس پر یقین کرو گے۔ اب قائل ہوئے اور تم اس کا تقاضہ کرتے تھے۔ پھر کہیں گے گنہ گاروں کو چکھتے رہو عذاب ہمیشگی کا۔ وہی بدلہ ملتا ہے جو کچھ کماتے تھے (کتنی صراحت ہے کہ مرتے وقت عذاب کے بعد پھر عذاب آخرت میں ہی ہے کیونکہ ہمیشگی کا لفظ برزخ یا قبر کے عذاب کی جڑ ہی کاٹ دیتا ہے)

(۲۵) وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَ لَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ (هود ۷) "اور وہی ہے جس نے بنائے زمین آسمان چھ دن میں اور تھا اس کا تخت پانی پر تاکہ آزمائے تم کو کون تم میں اچھا کام کرتا ہے اور اگر تو کہے کہ تم اٹھو گے مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ کچھ نہیں مگر جادو ہے کھلا ہوا (قرآن میں سینکڑوں جگہ دوبارہ زندہ ہونے کی صراحت ہے برزخ یا قبر میں زندگی کی کتنی جگہ نشاندہی ہے؟)

(۲۶) اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ

اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ (المؤمن ۱۰) قَالُوْا رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ (المؤمن ۱۱) "جو لوگ منکر ہیں ان کو پکار کر کہیں گے اللہ بیزار ہوتا تھا، زیادہ اس سے جو تم بیزار ہوئے ہو اپنے جی سے جس وقت تم کو بلاتے تھے یقین لانے کو پھر تم منکر ہوتے تھے بولیں گے اے رب ہمارے تو موت دے چکا ہم کو دو بار اور زندگی دے چکا دو بار اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے پھر اب بھی ہے نکلنے کو کوئی راہ" (اس پر شاہ عبد القادر کا حاشیہ ہے "پہلے مٹی تھے یا نطفہ تو مردے ہی تھے پھر جان پڑی تو زندہ ہوئے پھر مرے پھر زندہ کر کے اٹھائے گئے یہ ہیں، دو موتیں اور دو حیاتیں" ثابت ہوا برزخ یا قبر میں تیسری زندگی نہیں)

(۲۷) اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ (یونس ۴) "اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تم سب کو وعدہ ہے اللہ کا سچا وہی پیدا کرتا ہے اول بار پھر دوبارہ کرے گا اس کو تا کہ بدلہ دے ان کو جو ایمان لائے تھے اور کیے تھے کام نیک انصاف کے ساتھ اور جو کافر ہوئے ان کو پینا ہے کھولتا پانی اور عذاب ہے دردناک اس لیے کہ کفر کرتے تھے" (دوبارہ پیدائش کا ذکر اس لئے کیا کہ بدلہ دیا جائے یعنی کافر قیامت کو دوبارہ پیدا ہوں گے اور پھر پیدا ہونے کے بعد انہیں دردناک سزا ملے گی۔ کیا سمجھے؟)

(۲۸) يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ (ھود ۹۸) وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ (ھود ۹۹) "آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن پھر پہنچائے گا ان کو آگ پر اور برا گھاٹ ہے جس پر پہنچے۔ اور پیچھے سے ملتی رہی اس جہان

میں لعنت اور دن قیامت کے بھی برا انعام ہے جو ان کو ملا" (قائلین عذاب برزخ کی سب سے بڑی دلیل ہے" لیکن دیکھیں قرآن نے بتلادیا کہ فرعون اور اس کی قوم قیامت کو اس میں جائیگی آیت ۹۹ میں تو وضاحت بھی کردی ہے کہ دنیا میں ان پر لعنت ہوتی رہی اور آخرت میں بھی لعنت ہوگی یعنی صرف دو جگہ۔ برزخ یا قبر کا عذاب یا لعنت ان کے لیے بھی نہیں۔ تشریح مزید سورہ نازعات آیت ۲۵ میں)

(۲۹) اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ. اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ، بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ، وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ (الرعد ۳۳، ۳۴)

"بھلا جو لیے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر جو کچھ اس نے کیا ہے اور مقرر کرتے ہیں اللہ کیلئے شریک کہ ان کا نام لو یا اللہ کو بتلاتے ہو جو وہ نہیں جانتا زمین میں یا کرتے ہو اوپر ہی اوپر باتیں یہ نہیں بلکہ بھلے سوجھا دیئے ہیں منکروں کو ان کے فریب اور روک دیئے گئے ہیں راہ سے اور جس کو گمراہ کرے اللہ سو کوئی نہیں اس کو راہ بتلانے والا ان کو مار پڑتی ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی مار تو بہت ہی سخت ہے اور کوئی نہیں ان کو اللہ سے بچانے والا (یہاں بھی مشرکین کیلئے سزا کا بیان ہے کہ انہیں دنیا میں بھی مار پڑتی ہے موحدین کے ہاتھوں قوانین الٰہی کے تحت اور آخرت میں تو بہت سخت سزا ملیگی درمیانی زندگی کا یہاں بھی ذکر نہیں)

(۳۰) اَللّٰهُ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِى الْاَرْضِ وَ وَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ (ابراهيم ۲) اَلَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا،

اُولٰئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ (ابراھیم ۳) "اللہ کہ جس کا ہے جو کچھ کہ موجود ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور مصیبت ہے کافروں کو ایک سخت عذاب سے جو کہ پسند رکھتے ہیں زندگی دنیا کی آخرت سے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور تلاش کرتے ہیں اس میں کجی وہ راستہ بھول کر جا پڑے ہیں دور" (شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں "یعنی جو لوگ ایسی کتاب نازل ہونے کے بعد کفر و شرک اور جہالت و ضلالت کی اندھیری سے نہ نکلے ان کو سخت عذاب اور ہلاکت خیز مصیبت کا سامنا ہے آخرت میں یا دنیا میں بھی)

(۳۱) یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ، وَ یُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ. وَ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ (ابراھیم ۲۷) "مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور بچلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا اللہ جو چاہے" (یعنی اہل ایمان بھی صرف دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوں گے)

(۳۲) وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَ هُمْ یُخْلَقُوْنَ (النحل ۲۵) اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ، وَ مَا یَشْعُرُوْنَ، اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ (النحل ۲۱) "اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوائے کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں، مردے ہیں جن میں جان نہیں اور وہ خود نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے (برزخ میں زندگی نہیں)

(۳۳) وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ، اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ وَ اُولٰئِکَ الْاَغْلٰلُ فِیْ اَعْنَاقِهِمْ وَ اُولٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ، هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (الرعد ۵) "اور اگر تو عجیب بات چاہے تو عجب ہے ان کا کہنا کہ کیا جب ہوگئے ہم مٹی کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے وہی ہیں جو منکر ہوگئے اپنے رب سے اور وہی ہیں کہ طوق ہیں انکی

گردنوں میں اور وہ ہیں دوزخ والے وہ اسی میں رہیں گے برابر (مشرکین کو خلق جدید پر حیرانی بھی تھی اور انکار بھی قرآن یہی بات مختلف اسالیب سے انہیں سمجھا رہا ہے قبر یا برزخ کی زندگی نہ انہیں بتلائی گئی نہ انہوں نے کہیں انکار و اعتراض کیا)

(۳۴) اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (النحل ۲۸) فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ (النحل ۲۹) "جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ برا کر رہے ہیں اپنے حق میں تب ظاہر کریں گے اپنی اطاعت کہ ہم تو کرتے نہ تھے کچھ برائی کیوں نہیں اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے تھے سو داخل ہو دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو سدا اسی میں سو کیا برا ٹھکانہ ہے غرور کرنیوالوں کا" (مرتے وقت جہنمی کو وعید سنادی جاتی ہے پس نکیرین کا قبر میں دوبارہ آنا بداہتاً غلط ہوا۔ واضح رہے فرشتے وعید جہنم سنار ہے ہیں وعید عذاب برزخ نہیں)

(۳۵) وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ. بَلٰى وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (النحل ۳۸) لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ وَ لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِیْنَ (النحل ۳۹) "اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں کہ نہ اٹھائے گا اللہ جو کوئی مر جائے کیوں نہیں وعدہ ہو چکا ہے اس پر پکا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اٹھائے گا تاکہ ظاہر کردے ان پر جس بات میں کہ جھگڑتے ہیں اور تاکہ معلوم کرلیں کافر کہ وہ جھوٹے تھے" (دوبارہ جی اٹھنے کے انکار کے جواب میں انہیں بتلایا کہ ان کے اس کفر کا فیصلہ قیامت کو ہوگا اور وہ جھوٹے ہی قیامت کو ثابت ہوں گے)

(۳۶) وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ وَ نُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا (بنی اسرائیل ۱۳) اِقْرَاْ كِتٰبَكَ،

كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (بنی اسرائیل ۱۴) "اور جو آدمی ہے لگادی ہم نے اسکی بری قسمت اسکی گردن سے اور نکال دکھائیں گے اسکو قیامت کے دن ایک کتاب کہ دیکھے گا اس کو کھلی ہوئی پڑھ لے کتاب اپنی تو ہی بس ہے آج کے دن اپنا حساب لینے والا" (قیامت کے دن کافر کو اس کا نامۂ اعمال دکھا کر عذاب شروع کیا جائیگا)

(۳۷) وَ قَالُوْا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا (بنی اسرائیل ۴۹) قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا (بنی اسرائیل ۵۰) اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِىْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا قُلِ الَّذِىْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا (بنی اسرائیل ۵۱)

"اور کہتے ہیں کیا ہم ہوجائیں ہڈیاں اور چورا چورا پھر اٹھیں گے نئے بن کر تو کہہ تم ہوجاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی خلقت جس کو مشکل سمجھو اپنے جی میں پھر اب کہیں گے کون لوٹا کر لائیگا ہم کو کہہ جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار پھر اب مٹکائیں گے تیری طرف اپنے سر اور کہیں گے یہ کب ہوگا تو کہہ شاید نزدیک ہی ہوگا" (یہاں بھی کفار دوبارہ بعث پر معترض ہیں جبکہ اللہ تعالی اسی بات کو منوانے کیلئے زور دے رہے ہیں نبی ﷺ کی زبانی یہاں موقع تھا کہ فوراً عذاب قبر کی وعید سنائی جاتی لیکن یہاں بھی قیامت کے دن سے ڈرایا جارہا ہے)

(۳۸) وَ يَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَ تَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً وَّ حَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا (الکہف ۴۷) وَ عُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا (الکہف ۴۸) وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَ يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِهٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ

لَا کَبِیْرَۃً اِلَّا اَحْصٰھَا، وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا. وَ لَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا (الکھف ۴۹) "جس دن ہم پہاڑ چلائیں اور تو دیکھے زمین کو کھلی ہوئی اور گھیر بلائیں ہم ان کو پھر نہ چھوڑیں ان میں سے ایک کو۔ اور سامنے آئیں تیرے رب کے صف باندھ کر، آ پہنچے تم ہمارے پاس جیسا کہ ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار، نہیں تم تو کہتے تھے کہ نہ مقرر کریں گے ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ اور رکھا جائے گا حساب کا کاغذ پھر تو دیکھے گنہ گاروں کو ڈرتے ہیں اس سے جو اس میں لکھا ہے اور کہتے ہیں ہائے خرابی کیسا ہے یہ کاغذ نہیں چھوٹی اس سے چھوٹی بات اور نہ بڑی بات جو اس میں نہیں آ گئی۔ اور پائیں گے جو کچھ کیا ہے سامنے اور تیرا رب ظلم نہ کرے گا کسی پر" (قیامت کا ذکر ہے اسی دن رب کے حضور پیشی ہوگی۔ انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائیگا اور مجرمین اس دن حیران اور پریشان ہوں گے ذرہ ذرہ برائی اس کے سامنے ہوگی اتنی وضاحت کے بعد بھی عذاب قبر کا قائل ہونا بہت ہی عجیب ہے)

(۳۹) وَ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا (مریم ۶۶) اَوَ لَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ یَکُ شَیْئًا (مریم ۶۷) فَوَرَبِّکَ لَنَحْشُرَنَّھُمْ وَ الشَّیٰطِیْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّھُمْ حَوْلَ جَھَنَّمَ جِثِیًّا (مریم ۶۸) "اور کہتا ہے آدمی کیا جب میں مر جاؤں تو پھر نکلوں گا زندہ ہو کر کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اسکو بنایا پہلی بار اور وہ کچھ چیز نہ تھا۔ سو تیرے رب کی قسم ہم گھیر بلائیں گے ان کو اور شیطانوں کو پھر سامنے لائیں گے گرد دوزخ کے گھٹنوں پر گرے ہوئے" (دیکھ لیں مشرکین کو بعث بعد الموت پر اعتراض تھا اور نبی ﷺ ان کو یہی سمجھا رہے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ پہلی بار انہیں بنانا مشکل تھا جب پہلی بار پیدا کر دیا گیا تو اس رب تعالی کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہوگا۔ لہذا دیکھ لیں دوبارہ تخلیق کے بعد ہی عذاب کا ذکر آتا ہے)

(۴۰) یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰکُمْ

مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ. وَ نُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاءُ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْا اَشُدَّكُمْ. وَ مِنْكُمْ مَنْ يُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَنْ يُّرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا. وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَا اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ (الحج ۵) ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (الحج ۶) وَ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا. وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ (الحج ۷) "اے لوگو اگر تم کو دھوکہ ہے جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو بنایا مٹی سے پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی سے اس واسطے کہ تم کو کھول کر بتادیں اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک وقت معین تک پھر تم کو نکالتے ہیں بچہ پھر جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم میں سے قبضہ کرلیا جاتا ہے اور کوئی تم میں سے پھر جلایا جاتا ہے نکمی عمر تک تاکہ سمجھنے کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے۔ اور تو دیکھتا ہے زمین دبی پڑی ہوئی پھر جہاں ہم نے اتارا اس پر پانی تازہ ہوگئی اور ابھری اور اگائیں ہر قسم قسم رونق کی چیزیں۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ اللہ وہی ہے محقق اور جلاتا ہے مردوں کو اور وہ ہر چیز کرسکتا ہے اور یہ کہ قیامت آنی ہے اس میں دھوکہ نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا قبروں میں پڑے ہوؤں کو" (پیچھے سے اللہ تعالی کے منکروں کا بیاں ہے بعث بعد الموت کے منکرین کو پہلے انسان کی تخلیق کے مراحل بتلائے پھر مردہ زمین کی حیات کی دلیل ان سب دلائل کے بعد بتلایا کہ دوبارہ پیدا کرنا رب کیلئے کیا مشکل ہے اور دوبارہ قیامت کو پیدا کیا جائیگا پس تب ہی جزاو سزا ہوگی)

(۴۱) وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ (مؤمنون ۱۲)

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ (مؤمنون ۱۳) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا، ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ (مؤمنون ۱۴) ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوْنَ (مؤمنون ۱۵) ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ (مؤمنون ۱۶) "اور ہم نے بنایا آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے پھر ہم نے رکھا اسکو پانی کی بوند کرکے ایک جمے ہوئے ٹھکانہ میں۔ پھر بنایا اس بوند سے لہو جما ہوا پھر بنائی اس لہو جمے ہوئے سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنچایا ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کھڑا کیا اسکو ایک نئی صورت میں سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانیوالا ہے۔ پھر اسکے بعد تم مروگے پھر قیامت کے دن تم کھڑے کئے جاؤ گے" (اس مقام پر انسان کی پیدائش کے تمام مراحل ابتدا سے لیکر پیدائش اور پھر وفات کا ذکر مکمل ترتیب سے کیا گیا ہے۔ موت کے بعد پھر زندگی قیامت کے روز بتلائی ہے لہذا قبر اور برزخ میں زندگی کا ذکر کیوں نہیں؟)

(۴۲) وَ لَنُذِیْقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ (السجدة ۲۳) "البتہ چکھادیں گے ہم اس کو تھوڑا عذاب ورے اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ پھر آئیں" (تفسیر عثمانی میں حاشیہ ہے یعنی آخرت کے بڑے عذاب سے قبل دنیا میں ذرا کم درجہ کا عذاب بھیجیں گے تاکہ جسے رجوع کی توفیق ہو ڈر کر خدا کی طرف رجوع ہوجائے)

(۴۳) وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ (یس ۵۱) قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (یس ۵۲) اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ (یس ۵۳) "اور

پھونکی جائے صور پھر تبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف پھیل پڑیں گے کہیں گے اے ہماری خرابی کس نے اٹھادیا ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے یہ وہ ہے جو وعدہ کیا تھا رحمن نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے بس ایک چنگھاڑ ہو گی پھر اسی دم وہ سارے ہمارے پاس پکڑے چلے آئیں" (قیامت کے دن زندہ ہوں گے تب رحمن کا وعدہ اور انبیاء کی بات یاد آئیگی اور یہ اٹھنا ان کو گراں ہے اگر عذاب ہورہا ہوتا تو پھر افسوس کرنیکی بجائے شکر ادا کرتے کہ چلو وقتی طور پر ہی سہی عذاب سے تو نجات ملی)

(۴۴) وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَ نَسِیَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیْمٌ (یس ۷۸) قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ (یس ۷۹) اَوَ لَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ (یس ۸۱)

"اور بٹھلاتا ہے ہم پر ایک مثل اور بھول گیا اپنی پیدائش۔ کہنے لگا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو کھوکھری ہو گئیں۔ تو کہہ ان کو زندہ کرے گا جس نے بنایا ان کو پہلی بار اور وہ سب طرح بنانا جانتا ہے کیا جس نے بنائے زمین آسمان نہیں بناسکتا ان جیسے۔ اور وہ ہی ہے اصل بنانیوالا سب کچھ جاننے والا" (بعث بعد الموت کے منکرین کا ذکر ہے یعنی مثالوں سے سمجھایا جارہا ہے کہ اللہ تعالی دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ دیکھ لیں کہیں بھی یہ دعوی نہیں کیا گیا کہ تم تو مر کر بھی زندہ رہو گے بلکہ سارا زور یوم حشر کی دوبارہ پیدائش پر ہے)

(۴۵) وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ (حاقه ۲۵) وَ لَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ (حاقه ۲۶) یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ (حاقة ۲۷) "اور جس کو ملا اس کا لکھا بائیں ہاتھ میں وہ کہتا ہے کیا اچھا ہوتا جو مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا ہوا اور مجھ کو خبر نہ ہوتی کہ کیا ہے میرا حساب۔ کسی طرح وہی موت ختم کرجاتی (اس مقام سے علم ہوا کہ قیامت کو اہل جہنم نامۂ اعمال دیکھ

کر سخت پریشان ہوں گے تمنا کریں گے انہیں ان کے اعمال سے آگاہی نہ ہوتی اور موت کی تمنا کریں گے یعنی موت میں سکون نظر آئے گا۔ یہ مقام بھی عذاب قبر کی نفی کر رہا ہے)

(۴۶) کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ (المطففین ۷) وَ مَآ اَدْرٰکَ مَا سِجِّیْنٌ (المطففین ۸) کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ (المطففین ۹)

"ہرگز نہیں بیشک اعمال نامہ گنہ گاروں کا سجین میں ہے اور تجھ کو کیا خبر ہے کیا ہے سجین ایک دفتر ہے لکھا ہوا" (بہت سے اہل علم سجین میں ارواح خبیثہ کے رکھے جانے کے قائل ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم سے صراحت ہوتی ہے کہ یہاں گنہ گاروں کا نامۂ اعمال ہے نہ کہ ارواح)

(۴۷) وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ (۱۰) فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا (۱۱) وَ یَصْلٰی سَعِیْرًا (انشقاق ۱۲) "سو جس کو ملا اس کا اعمال نامہ پیٹھ کے پیچھے سے سو وہ پکارے گا موت موت اور پڑے گا آگ میں" (یہ سب قیامت کو ہوگا اور قبر میں یا برزخ میں نہیں دیکھ لیں جہنمی موت کی تمنا کر رہے ہوں گے تاکہ عذاب سے نجات ہو معلوم ہوا موت میں عذاب نہیں ہوتا اس کے لیے حیات چاہیے)

(۴۸) هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰکُمْ وَ الْاَوَّلِیْنَ (مرسلات ۳۸) فَاِنْ کَانَ لَکُمْ کَیْدٌ فَکِیْدُوْنِ (مرسلات ۳۹) وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ (مرسلات ۴۰) "یہ ہے دن فیصلہ کا جمع کیا ہم نے تم کو اور اگلوں کو پھر اگر کچھ داؤ ہے تمہارا تو چلالو مجھ پر۔ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی" (فیصلہ قیامت کو۔ تو فیصلہ سے پہلے سزا کیسی؟ خرابی بھی اس دن ہوگی قبر یا برزخ میں نہیں)

(۴۹) فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْکُبْرٰی (نازعات ۳۴) یَوْمَ یَتَذَکَّرُ

الْاِنْسَانُ مَا سَعٰی (نازعات ۳۵) وَ بُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِمَنْ یَّرٰی (نازعات ۳۶) فَاَمَّا مَنْ طَغٰی (نازعات ۳۷) وَ اٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا (نازعات ۳۸) فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی (نازعات ۳۹)

"پھر جب آئے وہ بڑا ہنگامہ۔ جس دن کہ یاد کرے گا آدمی جو اس نے کمایا اور نکال ظاہر کردیں دوزخ کو جو چاہے دیکھے۔ سو جس نے شرارت کی ہو اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو دوزخ ہی ہے اس کا ٹھکانہ" (یہ سب احوال قیامت ہیں۔ انسان کمائی بھی اسی دن یاد کرے گا۔ دوزخ بھی اس دن لائی جائیگی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والوں کو دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ پھر عالم برزخ کہاں گیا؟ کیوں قرآن مجید سزا کے حوالہ سے اس کا ذکر نہیں کرتا؟)

(۵۰) اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا اِنَّهٗ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ (یونس ۴) "اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تم سب کو وعدہ ہے اللہ کا سچا وہی پیدا کرتا ہے اول بار پھر دوبارہ کرے گا اس کو تاکہ بدلہ دے ان کو جو ایمان لائے تھے اور کیے تھے کام نیک انصاف کے ساتھ اور جو کافر ہوئے ان کو پینا ہے کھولتا پانی اور عذاب ہے دردناک اس لیے کہ کفر کرتے تھے" (اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف قیامت کو لوٹنا ہے یعنی جس طرح ہم پہلے پیدا ہوئے دوبارہ بھی پیدا ہوں گے یعنی موت کے بعد قیامت تک ہم نہ ہوں گے پھر قیامت کو دوبارہ پیدا ہوں گے گنہگاروں کو عذاب اسی دن ہوگا عذاب کے طور پر کھولتا پانی ملیگا کیا روح کو کھولتا پانی پلایا جاسکتا ہے؟ نہیں لہذا روح کو عذاب کا تصور قرآن کریم سے ہر گز ثابت نہیں ہوتا)

(۵۱) وَ یَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَ تَرَی الْاَرْضَ بَارِزَةً وَّ حَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا (کہف ۴۷) وَ عُرِضُوْا عَلٰی رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ

جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا (کہف ۴۸) وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَ يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصٰهَا وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا. وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (کہف ۴۹) "اور جس دن ہم چلائیں پہاڑ اور تو دیکھے زمین کو نکلی اور گھیر بلائیں ہم ان کو پھر نہ چھوڑیں ان میں سے ایک کو اور سامنے آئیں تیرے رب کے صف باندھ کر آ پہنچے تم ہمارے پاس جیسا ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار نہیں تم تو کہتے تھے کہ نہ مقرر کریں گے ہم تمہارے لیے کوئی وعدہ اور رکھا جائیگا حساب کا کاغذ پھر تو دیکھے گنہ گاروں کو کہ ڈرتے ہیں اس سے جو اس میں لکھا ہے اور کہتے ہیں ہائے خرابی کیسا ہے یہ کاغذ نہیں چھوٹی اس سے بات چھوٹی اور نہ بڑی بات جو اس میں نہیں آگئی۔ اور پائیں گے جو کچھ کیا ہے سامنے اور تیرا رب ظلم نہ کرے گا کسی پر" (کچھ آیا سمجھ رب کے سامنے پیشی دوبارہ پیدا کیا جانا۔ حساب کا کاغذ سامنے رکھا جانا، مجرموں کا افسوس کرنا وغیرہ یہ سب احوال قیامت ہیں۔ اس سے پہلے کچھ نہیں)

(۵۲) يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَ لَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا (نساء ۴۲) "اس دن آرزو کریں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے تھے اور رسول کی نافرمانی کی تھی کہ برابر ہو جاوٗ زمین اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات" (آیت سے علم ہوا اگر پہلے ہی زمین کے اندر انہیں عذاب ہوتا رہا ہو تو دوبارہ اس میں واپس جانے کی آرزو نہ کرتے)

(۵۳) وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ (روم ۵۵) وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَ لٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (روم ۵۶) "اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس

دن مجرم قسم کھائیں گے کہ وہ ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے اسی طرح وہ گمراہ کیے جاتے تھے اور وہ لوگ جن کو علم اور ایمان دیا گیا ہے کہیں گے کہ تم اللہ کے نوشتہ میں رہے قیامت کے دن تک سو یہ ہے قیامت کا دن مگر تم نہیں جانتے" (لبث فی کتب اللہ سے مراد مرنے سے لیکر قیامت تک کا وقفہ ہے جس کی بابت دن کی ایک گھڑی سے زیادہ گمان نہ کریں گے)

(۵۴) وَ تَرٰی كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰى اِلٰى كِتٰبِهَا اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (جاثیہ ۲۸) "اور تو دیکھے ہر فرقہ کو کہ بیٹھے ہیں گھٹنوں کے بل ہر فرقہ بلایا جائیگا اپنے دفتر کے پاس آج بدل پاؤ گے جیسا تم کرتے تھے" (نامہ اعمال قیامت کو دکھلایا جارہا ہے اور قیامت سے ہی بدلہ شروع ہورہا ہے)

(۵۵) وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِىْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا، فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ (احقاف ۲۰) "اور جس دن لائے جائیں گے منکر آگ کے کنارہ پر، ضائع کیے تم نے اپنے مزے دنیا کی زندگانی میں اور ان کو برت چکے اب آج سزا پاؤ گے ذلت کا عذاب بدلہ اس کا جو تم غرور کرتے تھے ملک میں ناحق اور اس کا جو تم نافرمانی کرتے تھے" (منکروں کو آگ پر پیش قیامت والے دن کیا جائیگا انہیں سزا قیامت والے دن دی جائے گی یہی بات قرآن سے ثابت ہے اور یہی قرین انصاف بھی ہے)

(۵٦) ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَ يُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا (نوح ۱۸) "پھر مکرر ڈالے گا تم کو اس میں اور نکالیگا تم کو باہر" (علامہ عثمانی نے اس پر حاشیہ لکھا ہے یعنی مرے پیچھے مٹی میں مل جاتے ہیں پھر قیامت کے دن اسی سے نکالے جائیں گے) قرآن کریم کے مختلف ۵٦ مقامات سے ہم نے ۱۰۰ آیات پیش کی ہیں قرآن کریم میں

عذاب عظیم- عذاب الیم- اشد العذاب- عذاب مبین- عذاب النار- عذاب شدید- عذاب الحریق- عذاب یوم القیامہ- عذاب مقیم- عذاب الھون- عذاب الخلد- عذاب الخزی- عذاب یوم کبیر- عذاب جہنم- عذاب الیم- عذاب غلیظ- عذاب مریب- عذاب ادنی- عذاب اکبر- عذاب واصب- عذاب السموم- عذاب واقع- عذاب مستقر اور سوء العذاب وغیرہ کا ذکر تو آیا ہے لیکن عذاب برزخ یا عذاب قبر ایک جگہ بھی نہیں آیا-

قارئین کتاب سے درخواست ہے ہماری پیش کردہ آیات پر سنجیدگی سے غور فرمائیں- اگر ہمارا استدلال درست ہو تو محض اللہ کا فضل و کرم ہے اور اگر کوئی سہو و خطا یا غلطی ہو گئی ہو تو پھر پیش کردہ آیات کی صحیح تاویل سیاق و سباق سے محکم آیات کی روشنی میں کردی جائے تو انشاء اللہ ہمیں رجوع میں کوئی تامل نہ ہوگا-

فقط

قمر احمد عثمانی

فہرست کتب

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کی مطبوعات

مکان نمبروَن۔اے ۳/ ۷، ناظم آباد نمبر۱، کراچی ۷۴۶۰۰

فون: ۶۲۱۴۴۹۰

علامہ حبیب الرحمٰن کاندھلوی کی تالیفات

نمبر	نام کتاب	قیمت
۱	مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت (چار جلد)	۸۵/
۲	شب برات۔ایک تحقیقی جائزہ	۱۰۰/
۳	شب برات کیا ہے؟	۱۵/
۴	صحابہ کرامؓ قرآن کی نظر میں	۷۵/
۵	کیا ہمارا قرآن ایک ہے؟	۷۵/
۶	عقیدہ ایصال ثواب قرآن کی نظر میں	۴۵/
۷	فاتحہ خلف الامام	۲۰/
۸	تحقیق عمر عائشہؓ	۱۵/
۹	عقیدہ ظہور مہدی	۱۵/
۱۰	کیا متعہ حلال ہے؟	۶/
۱۱	سماع حسن بصری	۶/
۱۲	اسلام میں حفظ مراتب پر ایک تحقیقی نظر	۶/
۱۳	اہمیت تبلیغ	۱۵/
۱۴	Age of Ayesha	50/
۱۵	Religious Tales Fact and Fiction	Rs. 210/-

علامہ تمنا عمادی مجیبی پھلواروی کی تالیفات

نمبر	نام کتاب	قیمت
۱	اعجاز القرآن اور اختلاف قرات	۲۰۰/
۲	امام زہری و طبری تصویر کا دوسرا رخ	۸۵/
۳	انتظار مہدی و مسیح فن رجال کی روشنی میں	۸۵/
۴	جمع القرآن	۸۰/
۵	مذاکرہ ایصال ثواب کی دوسری کڑی	۴۰/
۶	کیا اختلاف امت رحمت ہے؟	۱۵/
۷	القصیدہ الزہرہ حصہ نثر	۲۵/
۸	" " حصہ نظم	۵۰/
۹	وصیت وراثت اور کلالہ	۵۰/
۱۰	سبیل المومنین	۱۵/
۱۱	اخلاقی کمزوریاں	۵/
۱۲	نماز پنجگانہ کا قرآنی ثبوت	۳۵/

ٹرسٹ کی دیگر مطبوعات

نمبر	نام کتاب	مصنف	قیمت
۱	نفسانی خواہش کا قانون	شہلا حائری (ترجمہ نگار عرفانی)	۱۸۰/
۲	شمع حقیقت	قاضی محمد علی (انڈیا)	۸۵/
۳	وراثت	مقبول احمد برنی	۱۵/
۴	تصوف پر ہندوستانی اثر	ڈاکٹر محمد عمر	۱۵/
۵	اسلام اور تصوف	جاوید احمد غامدی	۱۲/
۶	حقیقی اہل بیت	مفتی محمد طاہر مکی	۱۲/
۷	تقلید	مولوی محمد (انڈیا)	۹/
۸	رسم جہیز (قرآن کی روشنی میں)	ڈاکٹر محمد نیاز	۵/
۹	معجزات نبویؐ		۱۵/
۱۰	عذاب قبر	محمد فاضل (مدیر الحق)	۱۲/
۱۱	عذاب قبر	السید انور مختار	۶/
۱۲	عذاب قبر	قمر احمد عثمانی	۳۵/
۱۳	عقیدہ نزول مسیح و مہدی	مولانا عبداللہ سندھی	۲۰/
۱۴	قاتلان حسینؓ کی خانہ تلاشی	مولانا عبدالشکور فاروقی	۳۰/

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مصنفین کی تصنیفات دستیاب ہو سکتی ہیں۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	قیمت
۱۵	خلافت معاویہ و یزید	محمود احمد عباسی	۱۰۰/
۱۶	بادشاہ بیگم اودھ	"	۴۰/
۱۷	رسومات محرم و تعزیہ داری	"	۱۲/
۱۸	تحقیق مزید	"	۱۵۰/
۱۹	ام ہانی	"	۳۰/
۲۰	حیات سید نا یزیدؒ	محمد عظیم الدین صدیقی	۵۵/
۲۱	واقعہ کربلا اور سید نا یزیدؒ	"	۵۰/
۲۲	درس توحید حصہ اول	"	۵/
۲۳	درس توحید حصہ دوم	"	۱۲/
۲۴	حقیقت وسیلہ	"	۲۵/
۲۵	دینی نفسیات	مفتی محمد اسحٰق ندوی	۱۵۰/
۲۶	اظہار حقیقت جلد اول		۱۰۰/
۲۷	اظہار حقیقت جلد دوم		۱۰۰/
۲۸	اظہار حقیقت جلد سوئم		۱۰۰/